UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226407
UNIVERSAL
LIBRARY

ست کتاب علم التمنی من القران

مضمون	صفحہ
خطبۂ کتاب	۲
لفظ تمنی کا ماخذ	"
تمنی بمعنی آرزو	"
تمنی بمعنی کذب	۳
تمنی بمعنی تلاوت	"
تمنی بمعنی سوال	"
تمنی اصطلاحی	۴
تعریفات	"
تمنی و ترجی کا فرق	"
تمنی و تودد کا فرق	۵
تمنی کے اسباب کیا ہیں	"
انسان کو آخرت کی تمنا کرنا چاہیئے	۷
تمنی سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ عمل نہو	۱۰
جھوٹی تمنائیں انسان کو دھوکے میں ڈالتی ہیں	"
جھوٹی تمناؤں نیز اہل کتاب سے طلب برہان	"
جھوٹی تمناؤں پر اہل کتاب کو وعید	۱۱
تمنی کی انواع	۱۲
تمنائے خدائے تعالیٰ بایمان و تقوائے بندگان	"
نبی کی تمنا میں شیاطین کی خلل اندازی	۱۳
بحث تفصیلی وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ	
مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ ۔	۱۳
تمنائے مومن بمغفرت و اکرام قوم ۔	۲۲

مضمون	صفحہ
تمنائے حسن اعمال ۔	۲۳
کراہت تمنی موت و فضیلت تمنی شہادت	"
تمنائے لوط علیہ السلام ۔	۲۶
تمنائے مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام	۲۷
تمنائے قول ماشاء اللہ و عدم شرک	"
قیامت میں کفار اور مشرکین کی تمنائے	
اطاعت خدا و رسول بے محل ہوگی ۔	۲۸
قیامت کے دن کافر کا دنیا میں پھر آنیکی	
آرزو کرنا ۔	"
قیامت کے دن کافر کا اتباع رسول کی	
تمنا کرنا ۔	۲۹
قیامت میں کافر کا مٹی ہوجانے کی تمنا کرنا	"
قیامت کے دن نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملنے پر	
افسوس کرنا ۔	"
تمنائے کفار باضلال مسلمانان ۔	۳۰
تمنائے منافقین بکفر مسلمانان ۔	"
تمنائے رویت حالت سکرات موت کفار	۳۱
تمنائے رویت حالت نزع کفار ۔	"
تمنائے افتدائے مال و اولاد و رستگاری از عذاب	۳۲
تمنی بالاستفہام ۔	"
تمنی بالنداء دیکھو علم النداء من القران صـ۱۳	"
تمنی بالامر دیکھو علم الامر من القران صـ۱۲۱	"

ناظرین مہربانی فرماکر جہان جہان غلطیان واقع ہوئی ہین تصحیح فرمالیں

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر
یہی	بھی	۲	۱۰	اس	اسی	۱۲	۱۸	کسی	کیسے	۲۶	۳
یہودیوانسے	یہودیونسے	〃	۱۳	فصاحب	فصاحت	۱۳	۸	کاذ	کانوا	〃	۹
بھی	یہی	〃	۱۶	مخنون	مجنون	〃	〃	مین	بعضون	〃	۱۱
تانی	تالی	۳	۲۰	تمنی	تمنّیٰ	〃	۱۲	کنوارون	گنوارون	〃	۱۶
تو دہ	تو دو	۵	۸	لیعلما	لیعلم	〃	۱۵	مرطتے	لڑنے	〃	۱۷
قلبہ	قلبہ	〃	۱۹	یاتیہم	یاتیہم	〃	۱۷	اسدم	سُدُم	〃	۲۱
سونچیان	سونچتی	۶	۷	نہو	ہو	۱۵	۱۳	سمجھلیتا	سمجھ لیتا	۲۸	۵
اتخاوشیطان	اتخاوشیطانی	〃	۲۱	کسطرحسے	کسطرحسے ہوتا	۱۹	۲۱	کفمہ	کفنہ	〃	۱۶
بری	بُری	۷	۶	توبہ	سویہ	۱۷	۱	بتمرۃ	بثمرۃ	〃	〃
سکوں گا	پہنچسکونگا	۴	۸	ڈالنے	ڈالے	۱۶	۱۰	پھٹکار	پھٹکار ہو	۲۸	۹
اچکے	کرچکے	۷	۱۳	لاتک	ولاتک	۲۰	۱۲	دوزخ	دوزخ	〃	۲۱
دو	لاو	〃	۲۱	حطرت	خطرات	۲۱	۱۱	دورخ	دوزخ	〃	〃
و	وَ	۸	۴	تہلے	تھا	〃	۱۷	نادر	قادر	۳۰	۷
دیکھے	دیکھتے	〃	۱۸	ہرصد	پرصند	〃	〃	اولیار	اولیاء	〃	۱۹
اسی	اس	۱۰	۱۲	نکلتے	مانگتے	۲۳	۳	اس	اسی	۳۱	۱۷
اس	اسی	۱۰	〃	حیت	جنت	〃	۵	بیگڑلے	پکڑلے	۳۲	۴
یہودی	یہود	〃	۲۱	ما	مُسَمًّا	۲۴	۱۲	کہنے	کھینچنے	〃	
ان	ان	۱۱	۱	ان یاتیہ	ان یاتیہ	〃	۱۳	لس	لیت	〃	۱۳
لیے	سے	〃	۷	آنے قبل	آنیکے قبل	〃	〃				
خیال کے	خیالی	〃	۲۱	سان	بیان	۲۵	۲				
عال	اعمال	۱۲	۲	قتنہ	فتنہ	〃	۶				
تقوی	تقوائے	〃	۱۱	لامن	لا و من	〃	۷				
وتقو	واتقوا	〃	۱۴	جبر	خبر	۲۶	۱				

حیدرآباد دکن کنٹہ روڈ روبرو محکمہ
اسپیشل مجسٹریٹ اضلاع ابوالبرات عبید اللہ
مدیر سلسلۂ علوم قرآن

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ

سلسلۂ علوم قرآن نمبر ۶

متعلقہ فصاحت وبلاغت

دل مجروح را شفا قرآن | درد دل سوز را دوا قرآن

ہرچہ جوئی ز نص قرآن جو | کہ بود گنج علمہا قرآن

عِلْمُ التَّمَنِّی مِنَ الْقُرْآن

اس رسالہ میں تمنّی سے بحث ہے

مُؤلِّفہ

ابو البرکات مولوی عبید اللہ (مولوی فاضل) مہتمم سلسلۂ علوم قرآن

قَدْ طُبِعَ فِی الْمَطْبَعِ الْقَانُوْنِی الْوَاقِعِ گُلْزَارِ حَوْض
حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر و الفتن

قیمت (۳ر)

یَامَنَّانُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَنَا لِمَا مَنیٰ وَیَسَّرَ لَنَا مَا نَتَمَنّٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ قَالَ اِذَا تَمَنّٰی اَحَدُکُمْ بِہٖ فَلْیُکْثِرْ مَا یَتَمَنّٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَنَالُوْ بِمَا اَغْنٰی۔ رسالہ علم التمنی من القران سلسلہ علوم قرآن کا چھٹا نمبر ہے تمنی کا مادہ مَنْیٌ ہے جس کے معنی تقدیر اور اندازے کے ہیں عرب کہتا ہے مَنَاہُ اللّٰہُ یُمْنِیْہِ۔ اَیْ قَدَّرَہُ اللّٰہُ وَمَنیٰ لَکَ الْمَانِیْ اَیْ قَدَّرَ لَکَ الْمُقَدِّرُ۔ موت کو بھی مَنِیَّۃٌ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ وقت مقررہ پر آتی ہے ٹلتی نہیں اسکی جمع مَنَایَا ہے اسی سے مَنٌّ کا بھی اشتقاق ہے جس کے معنی میزان کے ہیں اسی سے اُمْنِیَّۃٌ اور مُنْیَۃٌ بھی ہے جسکے معنی آرزو اور تلاوت کے ہیں جمع اسکی اَمَانِیْ اور مُنیٰ ہے غرض کہ یہ سب مَنْیٌ سے مشتق ہیں اسی لفظ کو باب تَفَعُّلٌ میں لیجانے سے تمنی حاصل ہوئی ہے اسکے حقیقی معنے یہی ہیں اور مجازی بھی خلاصہ یہ کہ تمنی کے پانچ معنی ہیں۔

تفصیل معنی تمنی

۱ تمنی معنی آرزو | حقیقی معنی تمنی کا آرزو ہے سورۂ جمعہ میں ہے۔ قُلْ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تم (اے محمد) یہودیوں سے کہدو اگر تم اس غرور میں پڑے ہو کہ ہمیں اللہ کے چہیتے بندے ہیں تو تم موت کی آرزو کرو۔

ف کیونکہ جسکو اللہ سے محبت ہوگی وہ دنیا کے جھگڑوں اور مخمصوں کو کیوں پسند کرے گا وہ تو یہی چاہے گا کہ میں دنیا کے جھگڑے چھوڑوں اور اپنے محبوب حقیقی سے ملوں پھر اللہ تعالیٰ خود انکے زعم فاسد اور

ادعاے باطل کی تردید کرکے فرماتا ہے وَلَا یَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ اور یہ لوگ (یہودی) اپنے ان برے کاموں کی وجہ سے جو وہ کر چکے ہیں کبھی موت کی آرزو کرنے والے نہیں اور اللہ گنہگاروں کو خوب جانتا ہے۔

انسان کی سب تمنائیں پوری نہیں ہوتیں وہی پوری ہوتی ہیں جو اللہ کو منظور ہوں

سورہ نجم میں ہے اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى کیا بھلا آدمی کو جو آرزو کرے مل سکتی ہے اسلئے کہ آخرت اور دنیا دونوں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے **ف** یعنے یہ ضرور نہیں کہ انسان سب آرزوں میں کامیاب ہو یہ آیت اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور کافروں کے رد میں فرمائی ہے یعنے یہ مشرک اور کافر جو اس امر کی آرزو کرتے ہیں کہ معاذ اللہ اسلام مٹ جائے یا پیغمبر مر جائیں یہ کہیں ہو سکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا اختیاری فعل ہے کیونکہ دنیا اور آخرت سب اسکے ید قدرت میں ہے پھر بھلا مشرکین اور کفار کی آرزوکیوں کر پوری ہوگی اللہ تعالیٰ خود انکو ملیا میٹ کرے گا اور اسلام ہی کا بول بالا ہوگا اس آیت سے یہ مسئلہ نکلا کہ انسان کی سب آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں بلکہ وہی آرزو پوری ہوتی ہے جسکو اللہ چاہے

تمنی بمعنی تلاوت

دوسرا معنے مجازی تمنی کا تلاوت ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرثیہ میں ہے۔ تَمَنّٰى کِتَابَ اللّٰهِ اَوَّلَ لَیْلَةٍ * وَاٰخِرَهٗ لَاقٰی حِمَامَ الْمَقَادِرِ۔ یعنے اول شب میں حضرت عثمانؓ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہے اور آخر شب میں مقدرہ موت سے مل گئے دوسری طرح سے یہ شعر یوں آیا ہے۔ تَمَنّٰى کِتَابَ اللّٰهِ اٰخِرَ لَیْلَةٍ * تَمَنِّیَ دَاوٗدَ الزَّبُوْرَ عَلٰى رِسْلٍ۔ حضرت عثمانؓ پہلی رات میں قرآن مجید کی ایسی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے تھے جیسا کہ داؤد علیہ السلام زبور شریف کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے قرآن سے اسکی مثال آگے آتی ہے۔

تمنی بمعنی کذب

تیسرا مجازی معنے تمنی کا جھوٹ ہے حضرت عثمانؓ کا قول ہے مَا تَغَنَّیْتُ وَلَا تَمَنَّیْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ۔ جب سے میں اسلام لایا نہ میں کبھی گایا اور نہ کبھی جھوٹ کہا۔

تمنی بمعنی سوال

چوتھا مجازی معنے تمنی کا سوال ہے حدیث میں ہے۔ اِذَا تَمَنّٰى اَحَدُکُمْ رَبَّهٗ فَلْیُکْثِرْ فَاِنَّمَا یَسْئَلُ رَبَّهٗ جب کوئی تم میں سے خدا سے سوال کرے تو بار بار مانگے۔ تلاوت کو بھی تمنی اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ جب تالی قرآن آیت رحمت پر پہنچتا ہے تو خدا سے رحمت کی درخواست کرتا ہے اور جب آیت عذاب پر پہنچتا ہے تو عذاب سے

سمجھنے کی التجا کرتا ہے۔

تمنی اصطلاحی | پانچواں معنے تمنی کا باب تعریفات کے ذیل میں ہے اور یہ خاص نحویوں کی اصطلاح ہے

تعریفات

جس امر ممکن الحصول یا ممتنع الحصول کا ارادہ آیندہ زمانے سے متعلق ہو تمنی ہے۔

جس علم میں آرزو سے بحث ہو یعنے انسان کو کس قسم کی آرزو کرنا چاہئے اور کس قسم کی نہیں اور کونسی آرزو بے محل ہے اور کونسی با محل (علم تمنی ہے۔

جس لفظ سے ضمناً یا صراحۃً آرزو کے معنے حاصل ہوں وہ لفظ تمنی یا حرف تمنی ہے۔

علم تمنی کا موضوع حرف تمنی یا لفظ تمنی ہے۔

عربی زبان میں علاوہ لفظ تمنی کے حرف لَو اور لیتَ اور ہمزۂ استفہام بھی تمنی کا فائدہ دیتے ہیں جس امر کی آرزو کی جائے وہ تمنا یا متمنّٰی ہے۔

آرزو کرنے والا متمنّی ہے

جس امر ممکن الحصول کی امید آیندہ زمانے سے علاقہ رکھے وہ ترجّی ہے۔

نسبت تمنی و ترجی | تمنی اور ترجی میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے تمنی عام ہے ترجی خاص کوئی شخص جوانی دوبارہ آنے کی آرزو کرے تو یہ تمنی ہے ترجی نہیں کوئی شخص پاس ہونے کی آرزو کرے تو یہ ترجی بھی ہے اور تمنی بھی بعض لوگ کہتے ہیں امر گذشتہ یا امر محال کی آرزو کرنا تمنی ہے جو امر آیندہ ہو سکتا ہو اوسکی امید رکھنا ترجی ہے اس صورت میں دونوں میں نسبت تباین کی ہوگی۔

حصول امر خیر کی آرزو تمنی محمود ہے۔

حصول امر شر کی آرزو تمنی مذموم ہے۔

شبہ | جب تمنی میں کسی امر کا چاہنا ہے تو ودّ (محبت) اور تمنی میں کیا فرق رہا کیونکہ تودّد میں بھی کسی امر کو چاہا جاتا ہے اور تمنی میں بھی کسی امر کی آرزو کی جاتی ہے غرض چاہنا دونوں میں ہے۔

جواب شبہ | تودّد عام ہے اور تمنی خاص تودّد مطلق چاہنے کو کہتے ہیں اور تمنی کسی امر کو چاہ کر اوسکے

حصول کی آرزو کرنے کو کہتے ہیں قرآن میں ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى شوریٰ ۳ رکوع (اے محمد تم ان لوگوں سے کہدو میں تم سے (تبلیغ رسالت پر) کوئی مزدوری نہیں مانگتا اگر چاہتا ہوں تو اسیقدر کہ تم رشتہ اور ناتے کی محبت قائم رکھو۔ ف یہ خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے کافروں کی طرف ہے مطلب یہ کہ مجھے دنیا کا فائدہ اٹھانا تمسے منظور نہیں ہے مگر اتنا تو کرو کہ قرابت کا محبتانہ برتاؤ رکھو اور مجھکو ناحق نہ ستاؤ یہاں تَوَدُّد کے معنی نہیں اور اس آیت میں یعنی وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ آل عمران ۷ رکوع (کتاب والوں کی ایک جماعت اس امر کی آرزو کرتی ہے کہ تمکو گمراہ کردیں وہ تو اپنے تئیں آپ خراب کرتے ہیں مگر سمجھتے نہیں اس میں تمنی کبھی بمعنے تَوَدُّد بھی یعنے اہل کتاب کی ایک جماعت تمہاری گمراہی کو ایسا چاہتی ہے کہ تم گمراہ ہو جاؤ اور ہم آنکھوں سے دیکھ لیں ۔

تمنی کے اسباب

سبب تمنی اگر غور سے دیکھو گے تو دنیا کے سب کام بھلے ہوں یا برے سب کا مصدر یہی آرزو ہے اچھی آرزو دلمیں پیدا ہوئی اچھے کام ہونے لگے بری آرزو دلمیں آئی برے کام صادر ہونے لگے اب سوال یہ ہے کہ ہم میں عمدہ آرزو کیونکر پیدا ہو اور بری آرزوں کا کیونکر قلع قمع ہو۔ عمدہ آرزو کے پیدا ہونیکے اسباب ایمان اور اطاعت خدا و رسول و قرآن کی تلاوت اور صحبت صالحین ہیں برے آرزو ئیں پیدا ہونیکے اسباب کفر اعراض عن القرآن و شیاطین اور صحبت اشرار ہیں ۔ صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند ۔ یکزمانہ صحبت با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا ۔ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ تغابن ۲ رکوع جو کوئی خدا پر ایمان لاے خدا اوسکے دل کو راہ پر لگا دیتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۱۲۱ نساء ۲۰ ع۔ ایمان لانے والو اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسول (حضرت محمد) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (حضرت محمد) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر (جو قرآن سے) پہلے اوسنے اتاری ہیں دیعنے توریت و انجیل و زبور) ہر ایک

آسمانی کتاب پر) اور جو کوئی اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اسکے پیغمبروں اور پچھلے دن کو نہ مانے وہ
بڑی گمراہی میں پڑ گیا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نساء ع ۹) جو لوگ
اللہ اور اسکے رسول کا کہا مانتے ہیں وہ جنت میں اون لوگوں کے ساتھ ہونگے جنکو اللہ تعالیٰ نے سرفراز کیا ہے یعنے پیغمبر
اور صدیقین اور شہداء اور نیکوں کے ساتھ ان لوگوں کا ساتھ اچھا ساتھ ہے (شان نزول) ایک شخص نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آن کر عرض کیا یا رسول اللہ میں آپکو اپنے جان اور بچوں سے زیادہ چاہتا ہوں اور جب
گھر میں ہوتا ہوں تو آپکو یاد کرتا ہوں جبتک آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے چین نہیں آتا ہے اب میں سوچتا ہوں کہ موت مجھکو
اور آپ کو دونوں کو آئے گی آپ تو بلند درجوں میں پیغمبروں کیساتھ ہونگے میں اگر جنت میں جاوں تو آپ تک کیسے پہنچونگا
اس وقت حضرت خاموش ہو گئے جبرئیل ع یہ آیت لیکر نازل ہوئے اگرچہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ اطاعت
خدا و رسول جنت میں موجب معیت صدیقین و شہداء و صالحین ہے لیکن اگر غور اور تعمق سے اس حکم کی علت
پر نظر دوڑاؤگے تو معلوم ہوگا کہ اطاعت خدا اور رسول اسی لیے ہے کہ تم میں عمدہ اعمال کی آرزو اور امنگ پیدا ہو
تاکہ اس امنگ سے تم اعمال حسنہ کرو اور حسن اعمال سے معیت صالحین نصیب ہو اگر اس سے بھی زیادہ تصریح مقصود ہو تو
سورہ فرقان کے ع ۳ کو ملاحظہ کیجیے وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
سَبِيْلًا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا جسدن گنہگار مارے افسوس کے اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گا کاش میں بھی
(دنیا میں) پیغمبر کے ساتھ (اسلام کا) رستہ لیتا یا کوئی راہ نجات کی حاصل کرتا ہائے میری کمبختی کاش میں فلاں
کو دوست نہ بناتا اسنے مجھکو نصیحت پہنچنے کے بعد (یعنے قرآن کے ملنے کے بعد) راہ حق سے یا خدا کی راہ سے
بہکا دیا اور شیطان تو آدمی کو دغا دیتا ہی ہے۔ **ف** یعنے شیطان تو پہلے برے کاموں کی رغبت دلاتا ہے
پھر جب وہ کام کرڈالتا ہے اور مصیبت میں گرفتار کر دیتا ہے تو آپ الگ ہو جاتا ہے اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا
کہ رسول سے محبت کرنا اور رسول کا طریقہ اختیار کرنا سبب ہے عمدہ آرزو پیدا ہونیکا اور شیطان کی دوستی سبب ہے بُرے
آرزو پیدا ہونیکی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیوں گناہ گار قیامت میں عدم اتخاذ رسول کی دوستی اور اتخاذ شیطان

دوستی پر افسوس کرتا اس سے بھی واضح یہ آیت ہے يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا
(نساء ع) شیطان مشرکوں کو شرکیہ افعال کی رغبت دلاتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ اگر تم ایسا ایسا کروگے تو
تمہارے لئے چناں اور چنیں ہوگا حالانکہ شیطان کا وعدہ سر سے دھوکا ہی دھوکا ہے آیات سابقہ سے
صاف معلوم ہو چکا کہ عمدہ آرزو اور بری تمنا کا بڑا سبب صحبت ہے۔

دلیل عقلی عقلی دلیل اس دعوے پر یہ ہے کہ قلب کی مثال بمنزلہ آئینہ کے ہے اگر اچھی صورتیں ہوں تو قلب
عمدہ عکس پڑے گا اور اگر بری صورتیں ہونگی تو قلب پر برا نقشہ جمے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے
اشعار میں فرماتے ہیں۔ لَا تَصْحَبْ أَخَا الْجَهْلِ وَإِيَّاكَ وَإِيَّاهُ + فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ أَرْدَى حَلِيمًا
حِينَ آخَاهُ + يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ إِذَا مَا هُوَ مَاشَاهُ + وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ مَقَايِيسُ وَأَشْبَاهُ + وَلِلْقَلْبِ عَلَى
الْقَلْبِ دَلِيلٌ حِينَ يَلْقَاهُ غرضکہ صحبت اخیار سبب ہے عمدہ آرزو پیدا ہونے کا اور صحبت اشرار
سبب ہے بری آرزو پیدا ہونے کا۔ افسوس اس قرب زمانہ قیامت میں نیکوں کی صحبت اٹھتی جاتی ہے برائی
سکہ قلوب میں بیٹھ گیا۔ نہ وہ پہلی سی امنگیں ہیں اور نہ وہ پہلا سا اسلامی جوش ہے جدھر دیکھو باتیں
ہی باتیں ہیں کام کچھ بھی نہیں ع صحبت نیکاں ز جہاں دور شد + خانۂ عسل خانۂ زنبور شد

تمنائے ثواب آخرت اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اعمال کا سبب تمنی ہے فلسفہ قرآن جیسا کہ اعمال حسنہ کا حکم دیتا ہے
ویسا ہی سبب اعمال یعنی تمنی کے نسبت بھی اسکے یہ ارشادات ہیں کہ اگر دل میں آرزو پیدا کرو تو ایسی آرزو
پیدا کرو جو محمود ہو اور ایسی آرزو کو دل میں جگہ مت دو جو مذموم ہو منجملہ تمنیات محمودہ کے ایک تمنی آ
آخرت کی ہے جسکے نسبت قرآن پاک کا یہ حکم ہے کہ آرزوئے آخرت کے حاصل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ یہ آرزو
تمکو ایسی زندگی کے طرف لیجائے گی جو ازلی اور ابدی ہے اور ایسے امر کی آرزو نہ کرو جو فانی اور
چند روزہ ہے یعنے دنیا طلبی کی آرزو کو چھوڑو کیونکہ وہ فانی ہے اسی حالت دنیا کے فنا کے نقشے کو اللہ
تعالی قارون کی عبرت ناک قصہ سے ثابت کرتا ہے اور آخرت کی ازلی اور ابدی زندگی کے طرف
لوگوں کو آمادہ کرتا ہے جیسا کہ سورۂ قصص کے ۸ رکوع میں ہے فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ قَالَ
الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ وَقَالَ

الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ
فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ وَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُنتَصِرِينَ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ
مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ٥

ایک روز قارون ترک و شان سے کے ساتھ (جس میں چار ہزار خچر اور بہت سارے گھوڑے جنکا ساز و سامان سونے اور چاندی کا تھا اور سب سوار ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے) نکلا جو لوگ دنیا کی زندگی چاہتے تھے وہ یہ آرزو کرنے لگے کاش جیسا کہ قارون کو ساز و سامان ملا ہے دنیا ہی ہم بھی ملتا ہم بھی اسی کی طرح آراستہ پیراستہ ہو کر زینت لگاتے وہ تو بڑا صاحب نصیب قسمت والا ہے لیکن جنکو خدا کے پاس سے علم ملا تھا وہ (دنیا کی آرزو کرنے والوں سے) کہنے لگے ارے خبیثو تمہاری خرابی (بھلا دنیا کی بھی کوئی ہستی ہے) اللہ تعالی کے پاس ہے جو ایماندار نیکوکاروں کو ثواب ملیگا وہ اس دنیا فانی سے کہیں بہتر ہے (کیونکہ یہ فانی ہے اور وہ باقی اور یہ ثواب بھی انہی کو ملیگا جو دنیا کی تنگی اور مصیبت میں صبر کرتے ہیں یعنے اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں آخرت کو اپنے رہنے کا اصلی مقام جانتے ہیں دنیا میں جس طرح ہوسکا زندگی چند روزہ گذار دیتے ہیں مصیبت اگر آن پڑے تو شکوہ اور شکایت کا کوئی لفظ زبان پر نہیں لاتے) دیکھو تو اللہ تعالی نے آنا فانا اس دنیا دار قارون کو جسکو دیکھکر سب دنیا کی آرزو کرتے تھے کیسا ہلاک کر دیا یعنے ہم نے خود قارون کو اور اسکے گھر والوں کو خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا اور اسکا کوئی جتھا نہ تھا جو خدا کے مقابلے میں اسکی مدد کرتا اور نہ وہ آپ اپنی مدد کر سکا جب صبح ہوئی تو دوسرے دن جو لوگ اسکے ساز و سامان کو دیکھکر حرص کرتے تھے قارون کے دھنسنے کا سمان دیکھکر کہنے لگے ہائے افسوس ہمنے بھی کیا آرزو کی تھی بالکل نا معقول تھی بھلا دنیا کی بھی کوئی ہستی ہے دیکھو آنا فانا میں دیکھتے ہی دیکھتے قارون جیسا صاحب شوکت اور مالدار زمین میں دھنسا دیا گیا یہ سچ ہے اللہ اپنے جس بندے کے حق میں بہتری چاہتا ہے فراغت سے اسکو روزی دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگی سے رزق پہنچاتا ہے اسمیں اسکی حکمت ہے اگر اللہ تعالی کا ہمپر احسان نہوتا تو قارون کی طرح ہم بھی دھنس گئے ہوتے یہ ہمارا سمجھنا غلط ہے کہ جو مالدار ہے اسپر

اللہ کا احسان ہے بلکہ ایسا نہیں ہے آزمائش کی راہ سے چند روز خدا کے طرف سے ڈھیل و مہلت ہے پھر پکڑ دھکڑ ہے وَیْکَاَنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ ہائے افسوس کافر کبھی نہیں پنپ سکتے **ف** قارون کو دھنسانیکی وجہ یہہ ہوئی کہ اس قارون مردود نے ایک فاحشہ عورت کو یہ سمجھایا کہ تو حضرت موسیٰؑ پر زنا کی تہمت لگا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اوسکو قسم دیکر پوچھا تو اوسنے سچ سچ کہدیا کہ قارون کے بہکانیسے میں نے یہ تہمت لگائی تھی حضرت موسیٰؑ کو غصہ آگیا جناب باری کی بارگاہ میں بد دعا کی حکم ہوا کہ تم زمین سے جو کچھ کہوگے وہ کریگی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسے زمین قارون کو پکڑ کمر تک دھنس گیا پھر منت کرنے لگا موسیٰؑ نے کہا اے زمین پھر دھنسا لے گردن تک دھنس گیا پھر منت کرنے لگا موسیٰؑ نے کہا اے زمین پورا دھنسا لے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا غرض اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دنیا کی تمنا کو مذموم ٹھیرایا اور آخرت کی تمنا کو امر محمود اور دنیا کی ناپایدار زندگی کو قارون کے عبرت آمیز قصے سے ثابت کر دکھایا اور اس آیت میں اس امر کی نصیحت کی کہ اگر آرزو کرو تو اعمال صالحہ کی اور ثواب آخرت کی کیونکہ وہ نعمت ازلی و ابدی ہے اور اس امر کا بھی نکتہ رکھا کہ جو علما ہیں وہی ثواب آخرت اور انجام کار اعمال صالحہ کو سمجھتے ہیں اور جو دنیا کی زندگی پہ بہولے ہوئے ہیں وہ جاہل و احمق ہیں۔ بیان بالا سے معلوم ہوا کہ دنیاداروں کی عمدہ حالت کو دیکھکر ہوس نکرے کہ ہم کو بھی ایسی دنیا کیوں نہیں ملی چنانچہ آیت (وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ (نساء ع) یعنی اللہ تعالےٰ نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پہ مال اور مرتبہ میں فضیلت دی ہے تو اسکی تم ہوس مت کرو) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اگرچہ دونوں آیتوں سے مطلق آرزو کی ممانعت نکلتی ہے لیکن حدیث سے اسکی تخصیص بھی ہے مطلق آرزو کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ایسی آرزو کہ جسسے دوسرے کے مال اور مرتبہ کو دیکھکر افسوس اور رنج اٹھائے یہ ممنوع کیونکہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہکر آرزو کرنا حسد ہے اور حسد سخت گناہ ہے لیکن غبطہ کرنا ممنوع نہیں ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ رشک و غبطہ صرف دو شخصوں پر ہو سکتا ہے ایک تو اوس پر جسکو اللہ تعالیٰ نے قرآن یاد کرایا وہ دن رات نماز میں اسکو ترتیل سے پڑھتا ہے دوسرے اوس پر جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا وہ نیک کاموں میں مال کو خرچ کرتا ہے پس اگر ایسی آرزو کرے کہ ہم کو بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی قرآن یاد دلا دیا ویسا ہی مال ہمکو دے تاکہ ہم بھی خدا کی راہ میں خرچ کریں یہی آرزو ممنوع نہیں ہے خلاصہ یہ کہ آرزو میں بھی نیت کا اعتبار ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اگر آرزو میں نیت بری ہے تو ایسی آرزو مذموم اگر نیک نیتی ہے تو محمود

تمنی سے کچھ نہیں ہوتا جبتک عمل نہو۔

آرزو اگر آرزو ہی کے حد تک ہی تو بیکار جب تک عمل نہو پھر اگر وہ آرزو محمود ہو تو اسکا ثمرہ بھی جب ہی ہوگا کہ انسان اعمال صالحہ کرے اور اگر آرزو مذموم ہے تو اس کا بدلا بھی جب ہی ملیگا کہ جب برائی کا کوئی فعل کرے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ تمام اہل کتاب کو (عام اس سے کہ وہ مسلمان ہوں یا یہود یا نصاریٰ) ارشاد فرماتا ہے۔ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَہْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا۔ نساء ع (لوگوں کی خیالی پلاو پکانے) اور جھوٹی آرزوئیں کام نہیں نکلتیں یعنے اے مسلمانو نہ تمہاری آرزوؤں سے کچھ ہو سکتا ہے اور نہ کتاب والوں کی آرزوؤں سے بلکہ جو کوئی برا کام کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا یہودی یا نصرانی) سو اوسکو اوسکا بدلا ملیگا اور اللہ کے سوا کوئی اسکا حامی اور مددگار نہ اسی کے بعد یہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا۔ نساء ع۔ جو کوئی خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو نیکی کے کام کرے گا وہ جنت میں جائیگا۔ اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی اسپر ظلم نہوگا۔

جھوٹی تمنائیں انسان کو دھوکے میں ڈالتی ہیں۔

واہی تباہی امیدیں اور محض جھوٹی آرزوئیں انسان کو دھوکے میں ڈالتی ہیں انسان کو اس سے بچنا چاہیئے اسی بنا پر ایماندار ان منافقین کو (جنکی جھوٹی آرزوؤں نے دوزخ میں ڈالا) قیامت میں کہینگے یُنَادُوْنَہُمْ اَلَمْ نَکُنْ مَّعَکُمْ قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنَّکُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَکُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْکُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمْرُ اللّٰہِ وَغَرَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ۔ حدید ع (منافق ایمانداروں کو پکار پکار کر کہینگے کیا یار دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (آج ہمکو کیوں اکیلا چھوڑے دیتے ہو) ایماندار کہینگے تم ہمارے ساتھ تھے تو سہی لیکن تمنے خود نفاق کرکے اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (ہمارے لئے کسی نہ کسی آفت کا انتظار کرتے تھے (یعنے دل سے ہمارے خیرخواہ نہ تھے) اور خدا و پیغمبر کے طرف سے بھی تمکو شک ہی رہا اور تمہاری واہی تباہی امیدوں اور آرزوؤں نے تمکو دھوکے میں ڈال رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنے موت) آگئی اور شیطان تمکو اللہ کے بارے میں فریب ہی دیتا رہا تم اسکی سنتے رہے پیغمبر کا کہا نہیں مانا۔ اب ہم کیا کریں جیسا کرے ویسا بھرو۔

جھوٹی تمناؤں پر یہودی و نصاریٰ میں سے ہر ایک

یہود اس امر کا زعم کرتے تھے کہ ہم یہودی ہیں ہم ہی جنت میں جائیں گے نصاریٰ

اس امر کے مدعی تھے کہ ہم نصاریٰ ہی ہیں ہم ہی جنت میں جائینگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس دعوے کیا دلیل اگر دلیل ہے تو پیش کرو محض خیالی تمناؤں سے کام نہیں نکلتا پھر اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا کہ محض اسلام یعنے اطاعت خدا اور رسول موجب دخول جنت ہے نہ انکی تمنائیں چنانچہ اسی کو ارشاد فرماتا ہے ۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۰ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (بقرہ ع) یہود کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا یہ انکی من مانی آرزوئیں ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اسپر کوئی دلیل پیش کرو ۔ جب یہ دلیل پیش نہیں کرسکتے تو خیر ہم ہی فیصلہ کئے دیتے ہیں کہ انکے زعم بالکل غلط ہیں ایسا نہیں ہے جیسا کہ سمجھے ہوئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ جو شخص اسلام لے آیا اور خدا کے سامنے اپنے منہ کو جھکا دیا اور عمدہ کام کئے یعنے سنت نبوی کا پیرو اور شریعت کا پابند رہا وہی جنت میں جائے گا اسکو اپنے مالک کے پاس سے ثواب ملیگا اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ڈر ہوگا نہ غم ۔

محض جھوٹی تمناؤں پر یہود و نصاریٰ کو وعید

بعض ان پڑھ یہودی جنکو کتاب اللہ کا علم تو تھا ہی نہیں لیکن اپنی آرزو پر مرے جاتے تھے یعنی یہہ خیال کرتے تھے کہ ہمارے آباؤ اجداد کی اعمال کیوجہ سے ہم ضرور بخشے جائیں گے یا چند باتیں مولویوں اور مشائخوں سے سنکر (کہ جو یہودی ہوگا وہی جنت میں جائیگا یا ہمکو عذاب صرف ۴۰ دن ہوگا بعد کو پھر ہم جنت میں چلے جائیں گے) پھولے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ ان سب خیالی پلاؤں کی تردید فرماتا ہے اور دنیا کمانے کی غرض سے جو یہودی توریت میں تحریف کرتے تھے انکے حق میں وعید نازل کرتا ہے ۔ ومنھم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی وان ھم الا یظنون ۰ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون اور انہیں یہود میں بعض ان پڑھ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم نہیں مگر آرزو اور گمان ہی گمان یعنی محض خیال ہے لیکن بادی النظر میں اصلیت انکی کچھ بھی نہیں ہے یعنی علم کچھ بھی نہیں رکھتے

نہ کتاب کو پڑہ سکتے ہیں نہ اسکو سمجہ سکتے ہیں مگر آرزوؤں پر مرے جاتے ہیں اور یہہ سمجہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کے عمال کیوجہ سے اللہ تعالی ہمکو ضرور بخشدیگا یا امانی کے معنی جہوٹی باتیں ہیں یعنے اپنے مولویوں اور پیروں سے چند جہوٹی باتیں سن لی ہیں اسپر پہولے ہوئے ہیں یا امانی سے مراد تلاوت ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا بعض ان اہل کتاب میں ان پڑہ ہیں جو منہ سے لفظون کے بڑبڑانے کے سوا کتاب الہی کا مطلب کچہہ نہی سمجہتے اور خیالی پلاؤ پکایا کرتے ہیں ان خیالی آرزوؤں اور محض گمان سے کیا ہوتا ہے جبتک علم اور عمل درست نہو

ترجمہ پس ایسے لوگوں کی خرابی ہے جو کتاب کو اپنے ہاتہہ سے لکہتے ہیں یعنے خدا کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے اتری ہے تاکہ اسکو بیچکر تہوڑا سا مول لیں یعنے دنیا کمائیں سو انکے لکہنے اور کمائی اور دونوں پر خرابی ہے **ف** مطلب یہہ ہے کہ یہود اس بدلی ہوئی کتاب کو لکہکر دعوی کرتے ہیں کہ یہ کتاب سچی اور منزل من عند اللہ ہے اور ایسا کرکے دنیا کا مال ومتاع کماتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔

انواع تمنیات محمودہ | تمنی کی دو قسمیں ہیں ایک تمنی محمود دوسری تمنی مذموم منجملہ تمنیات محمود کے ایک تمنی ذات باری تعالی سے

تمنا خدا بایمان و تقوی بندگان | اگرچہ خدا کی ذات تمنی سے مستغنی ہے کیونکہ اسکی ذات حرص اور آرزو سے مبرا اور منزہ ہے لیکن وہ بندوں ہی کے اصلاح کے لئے یہ چاہتا ہے کہ بندے ایمان اور علم اور تقوی حاصل کرکے اپنی دینی اور دنیوی اصلاح کرلیں سو ایسے ارادہ پر بہی تمنی کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ - (بقرہ ع ۱۲) کاش وہ ایمان لاتے اور برے کاموں سے بچتے تو اللہ کے پاس سے جو ثواب انکو ملتا وہ کہیں زیادہ اس جادو وغیرہ کے سیکہنے سے بہتر ہوتا کاش وہ جانتے۔ ف اگرچہ کہ لو کلام عرب میں حرف شرط ہے جسمیں اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ شرط کے نہ پائے جانیکی جزا نہ پائی گئی جیسے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا لیکن کبہی لو شرط کے معنے نکلکر تمنی کا بہی فائدہ دیتا ہے چنانچہ اس قاعدہ پر بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہاں لو تمنی کے لئے ہے اگر لو کو تمنی نہ لو تو بہی معنی بن سکتے ہیں اس صورت میں پہلے لو کی جزا لَمَثُوبَةٌ ہوگی اور دوسرے لو کی جزا محذوف ہوگی یعنے لو کانوا یعلمون یعنے اگر وہ ایمان لاتے اور تقوی اختیار کرتے تو انکو خدا کے پاس سے جو ثواب ملتا وہ کہیں زیادہ جادو وغیرہ سیکہنے سے بہتر ہوتا اگر وہ جانتے تو انکے حق میں بہتر ہوتا لیکن وہ جانتے نہیں اس عدم علم کی وجہ سے وہ گمراہی میں پڑگئے ہیں

تمنائے نبی تخلیل شیاطین در تمنائے او

منجملہ اُن تمنیات محمودہ کے ایک تمنی انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی ہوتی ہے۔ وہ دل سے چاہتے ہیں کہ کسی طرح ہماری قوم ہدایت پر آجائے اور اونکی دلی آرزو ہوتی ہے کہ جو انسان باغوائے شیاطین وادی ضلالت میں مثل شتر بے مہار کے پھر رہے ہے وہ کسی طرح راہ ہدایت پر لگ جائے چنانچہ اسی آرزو کے حصول میں وہ تبلیغ احکام خداوندی میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے بلکہ جو کچھ وحی اونکو منجانب اللہ ہوتی ہے اوسکو پڑھ کر سنا دیتے ہیں لیکن شیاطین علیہم اللعنۃ (عام اس سے کہ وہ انسان ہوں یا جن) اونکی آرزو میں بھی خلل انداز ہوتے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام تبلیغ احکام خداوندی میں پورے پورے اتریں چنانچہ اونکو اس ارادے باز رکھنے کے لئے سامعین کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتے ہیں کہ نبی آدمی ہی کیوں ہوئے فرشتے ہوتے اور جب نبی بات کہتے ہیں تو انکی فصاحت وبلاغت کو سنکر سامعین کہنے لگتے ہیں کہ نبی جادوگر ہے یا مجنون ہی یا معاندین انبیا دیکھتے ہیں کہ قرآن سنتے ہی نہیں بلکہ غل اور شور مچا دیتے ہیں غرضکہ شیاطین انس وجن طرح طرح کے حیلے کرتے ہیں اور ہدایت کی چلتی گاڑی میں روڑے اٹکاتے ہیں جب شیاطین ایسا کرتے ہیں تو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اقتضائے بشریت دل تنگ ہو جاتے ہیں اللہ تعالی انکی تسلی اسطرح سے کرتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۝ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ (حج ۔ ع) اے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول یا نبی ایسا نہیں بھیجا۔ (مگر اوسکو بھی یہی بات پیش آئی کہ جب اوس نے کسی امر کی آرزو کی یا تلاوت وحی کی تو شیطان اوسکی آرزو یا تلاوت میں خلل انداز ہوا یعنی لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالے) پھر جو شیطان سامعین کے دلوں میں اپنی طرف سے کوئی وسوسہ ڈالتا ہے اللہ تعالی اوسکو منسوخ کرتا ہے یعنی مٹا دیتا ہے اور اپنے خاص آیات کو مضبوط کرتا ہے یعنی قائم رکھتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا

حکمت والاہی اللہ تعالیٰ کی اس سے غرض یہ ہے کہ شیطان جو اپنی طرف سے سامعین کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اوس سے اُن لوگوں کو آزمائے جنکے دلوں میں شک اور نفاق کی بیماری ہے اور انکے دل سخت ہیں اور بے انصاف لوگ تو بڑی مخالفت میں حق سے بہت دور جا پڑے ہیں (یعنے ظالم کفار شک اور نفاق کی بیماری کی وجہ سے حق سے بہت دور ہو گئے ہیں) اور یہ بھی غرض ہے کہ جو لوگ علم والے ہیں وہ جان لیں کہ وحی (قرآن شریف) حق ہے یعنے خدا تعالیٰ کی طرف سے اتری ہوئی ہے پھر اسپر ایمان لائیں اور انکے دلوں کو اس سے اطمینان ہو یا ان کے دل گڑ گڑا ئیں عاجزی کریں بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ضرور سیدھا راستہ دکھائے گا (وہ سمجھ جائینگے کہ قرآن کی سب باتیں سچی ہیں جنوں کی مدح نہیں ہو سکتی، ضرور شیطان کا دھوکا ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ تو ہمیشہ قرآن میں شک کرتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت انپر آجائے یا ایکدن منحوس عذاب کا انپر آن پڑے

وجہ ترجمہ تمنی بمعنی تلاوت و آرزو اس آیت کے ترجمہ میں ہم نے تمنی کے دو معنی لئے ہیں ایک آرزو کا دوسرے تلاوت کا آرزو کے معنی کو ترجیح اسوجہ سے ہے کہ وہ حقیقی معنی ہے اور جب تک لفظ کے حقیقی معنی بن سکیں مجازی معنے کی ضرورت نہیں تلاوت کے معنے کو ترجیح اسوجہ سے ہے کہ نبی کی آرزو متعلقہ وحی جب ہی معلوم ہوتی ہے کہ جب وہ تلاوت کرے کیونکہ جبتک تبلیغ احکام نہو معلوم نہیں ہوتا کہ نبی کی آرزو اور اس کا منشا کیا ہے غرضکہ اظہار تمنی بغیر تلاوت کے نہیں ہوتی چونکہ سبب تلاوت کا تمنی ہے اسلئے مسبب کو نام سبب کا دیدیا گیا اور یہ مجاز دوسری وجہ تمنی بمعنی تلاوت مجاز ہونے کی یہ ہے کہ انسان بتقضائے فطرت کسی امر کا عادی ہوتا ہے اور اس عادت کو مقتضائے بشریت اچھا سمجھتا ہے جب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر جبرئیل امین وحی نازل کرتے تو آپ بھول جانے کے خیال سے حرص کر کے جلدی جلدی تلاوت کرتے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے دو جگہ آپ کو حکم دیا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ چونکہ آپکا جلدی جلدی تلاوت کرنا اس کی آرزو کر کے کہ قرآن جو نازل ہو رہا ہے میں بھول نہ جاؤں درجہ تمنی تک پہنچ گیا تھا اس لئے آپکی اسطرح کی تلاوت کو تمنی کہا گیا ہے جسمیں اس امر کی تنبیہ کی گئی کہ اگر جلدی کروگے تو شیطان کا تسلط ہوجائیگا کیونکہ اَلْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّأَنِّي مِنَ الرَّحْمٰنِ

توجیہ اول تمنی بمعنی تلاوت | اب ہم یہاں تمنی کو بمعنی تلاوت لیتے ہیں اور القائے شیطان کا ظرف بھی تلاوت ہی کو ٹھیراتے ہیں اس معنے سے نہ انبیا کی شان میں کسی طرح سے تنقیص لازم آتی ہے اور نہ وحی میں شبہ ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالی کیطرف سے انبیا علیہم الصلواۃ والسلام کو تنبیہ اس امر کی کیگئی ہے کہ نزول وحی کے وقت بمقتضائے بشریت جلدی نکریں بلکہ جب وحی پوری نازل ہو جائے تو اسکو ترتیل کے ساتھ تلاوت کریں اگر جلدی کرینگے تو شیطان خلل انداز ہوگا کیونکہ اس سے دو خرابیاں لازم آئیں گی ایک عدم تدبر دوسرے جلدی میں زبان سے کچھ کا کچھ نکلجائے اور سامعین خلاف وحی سمجھیں اب اس صورت میں آیت کا ترجمہ ہوگا کہ ہمنے تم سے پہلے کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا مگر اس نے جب کبھی تلاوت میں جلدی کی تو شیطان اسکی تلاوت میں خلل انداز ہوا لیکن اللہ تعالے انبیا کے قلوب کی حفاظت کرتا ہے اگر بمقتضائے بشریت کسی نبی نے تلاوت میں جلدی کی اور اس جلدی میں زبان سے کچھ کا کچھ نکلگیا یا عدم تدبر کی وجہ سے کچھ کا کچھ سمجھ لیا گیا تو فوراً ہی اللہ تعالی اسکو منسوخ کرتا ہے یعنی نبی کے قلب سے اسکو دور کرتا ہے اور اپنی جو خاص آیات ہیں انکو مضبوط کرتا ہے ملاحظہ ہو مفردات راغب اصفہانی

وجوہ ابطال تلک الغرانیق العلی | اگرچہ مفسرین کی ایک جماعت اس آیت کا شان نزول یہ بیان کرتی ہے کہ جناب سرور کائنات ایکدن مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے آپکے دلمیں خیال آیا کہ اگر ایسی آیتیں نہ اتریں جس میں مشرکوں کے معبودوں کی برائی نہو تو بہتر ہے کیونکہ آپکو ان کے اسلام کی بڑی حرص تھی اس اثنا میں سورہ نجم اتری آپ سورت لوگونکو سنانے لگے جب اس مقام پر پہنچے۔ أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تو شیطان نے انکی زبان سے بے اختیار یہ نکلوا دیا تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَىٰ یہ بڑے بڑے بت ہیں انکی شفاعت قبول ہونے کی امید ہے۔ یہ سنتے ہی قریش کے لوگ خوش ہوگئے اور جب سجدہ کی آیت پر پہنچے تو مسلمان اور مشرک سب نے ایک ساتھ سجدہ کیا اور قریش کے لوگوں نے کہنا شروع کیا اب تو محمد ہمارے معبودوں کی تعریف کرنے لگے ہیں آخر حضرت جبرئیل اترے اور پیغمبر صاحب سے کہا یہ آپکی زبان سے کیا نکل گیا میں تو اللہ کے پاس سے تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ نہیں لایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال رنجیدہ ہوئے اسوقت آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ الخ نازل ہوئی لیکن اہل سنت کی ایک محققین جماعت مفسرین نے اس قصہ کو موضوع کیاہے کہ یہ قصہ بے دینوں نے کلام الٰہی میں شبہ ڈالنے کی غرض سے گھڑا

چنانچہ اس قصہ کے موضوع ہونے پر دلیل نقلی و عقلی قائم ہے قرآن سے اس قصہ کے ابطال پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ دوسری جگہ جناب باری کا ارشاد ہوتا ہے قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ تیسری جگہ ارشاد پاک ہوتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ اگر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود تلک الغرانیق العلیٰ کہتے تو معاذ اللہ سب باتیں اس قسم کے شبہے پیدا ہو سکتے حالانکہ کوئی مسلمان اسکو نہیں کہتا کہ حضور اکرم نے قرآن میں اپنی طرف سے کوئی بات کہی ہو بلکہ آپ کلام ربانی کو اسی طرح سنا دیتے جسطرح جبرئیل لاتے تھے اسمیں زیادتی یا کمی یا غلطی ہوہی نہیں سکتی کیونکہ خود قرآن کی شہادت اسی امر کو بتلا رہی ہے لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ۔ اور حدیث سے اس قصہ کا ابطال اسطرح سے ہوسکتا ہے کہ محمد بن خزیمہ رح جو ایک بڑے محدث ہیں اسی قصے سے پوچھے گئے تھے انہوں نے کہا یہ تصنیف زندیقوں نے کلام الہی میں شبہ ڈالنے کی کی غرض سے گھڑا ہے چنانچہ خود انہوں نے اسبارہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسنداً صحیح نہیں ہوئی۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رح نے کہا یہ قصہ ثابت نہیں ہے جتنے راوی اس قصہ کے ہیں سب مطعون ہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے صحیح بخاری میں سورہ نجم کی تفسیر کی ہے اسمیں صرف اسقدر ذکر ہے کہ جب سورہ نجم اتری تو سب مسلمان اور مشرکین نے اور جن و انس نے سجدہ کیا کہیں بھی غرانیق کا لفظ نہیں ہے غرض حضور اقدس صلعم کی زبان سے تلک الغرانیق کا لفظ نکلا ہی نہیں۔ دلیل عقلی اس قصہ کی ابطال کی یہ ہے کہ تلک الغرانیق کا لفظ معاذ اللہ عمداً صادر ہوا ہوگا۔ یا جبراً یا سہواً اگر یہ کہو کہ عمداً صادر ہوا تھا تو یہ جائز نہیں اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان اور توحید کو پھیلانے کی غرض سے تشریف لائے تھے پھر کسطرح آپ بتوں کی تعریف کرتے اور اپنے اختیار سے انکی عظمت بیان کرتے اب رہا جبراً شیطان نے آپکی زبان سے جبراً یہ کلمہ نکلوا دیا تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب اولیاء اللہ رح جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں ان پر شیطان کا تسلط نہیں ہے تو انبیاء علیہم السلام جو خاص الخاص بندے ہوتے ہیں ان پر بھلا شیطان کا تسلط کسطرح ہو

اب رہی یہ شق کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقرہ سہواً اور غفلت کی راہ سے کہدیا ہو تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں زیادہ جاننے والے اور زیادہ سمجھدار تھے پھر بھلا تبلیغ وحی میں کیسے آپسے ایسی غفلت ہوسکتی تہی معاذ اللہ اگر ایسا جائز سمجھا جاے تو پھر حضرت کے ارشادات اور وحی ربانی پر بہروسہ ہی نہو اور احکام و شرائع میں شبہات پڑہ جائیں غرضکہ یہ سب احتمالات باطل ہیں

توجیہ ثانی تمنی بمعنی تلاوت

اب رہا یہ احتمال کہ ان آیات کا شان نزول کیا ہی تو اس کا جواب یہ ہی کہ اول تو ہم تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى کو اس آیت کا شان نزول مانتے ہی نہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں وحی انبیا کی امانت داری کو ثابت کیا ہے یعنے تبلیغ وحی میں نبی کی تمنی کو بھی کچھہ دخل نہیں بلکہ وہ اسی طرح وحی کو پہنچاتے ہیں جیسا کہ جبرئیل امین لاتے ہیں اگر بفرض محال کسی نبی نے بمقتضائے بشریت وحی کے بارے میں اپنے آرزو کو دخل دیا تو فوراً ہی شیطان وسمیں خلل انداز ہوتا ہے مگر اللہ تعالی نے فوراً ہی اوس خیال کو جو تمنی کی وجہ سے نبی کے دل میں پیدا ہوا تہا اسکو دور کرتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے چنانچہ اسکی بحث ہم آگے چلکر کرتے ہیں اور اگر بالفرض مان بہی لیا جاے کہ اسکا شان نزول تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى ہی جیسے امام سیوطی نے تفسیر درمنثور میں مختلف طریقوں سے اس قصہ کو نقل کیا ہے اور ایک طریق سے راوی کل ثقات ہیں اور حافظ ابن حجر نے کہا یہ قصہ مرسلاً صحیح ہے ۔ ہوسکتا ہی کہ تمنی کو ہم معنی تلاوت رکہیں اور القائے شیطان کا ظرف سامعین کے کانوں کو قرار دیں پس اس صورت میں یہ احتمال باقی رہیگا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم افرءیتم اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى پڑہ چکے ہوں تو اوسوقت کوئی نہ کوئی شیطان (خواہ وہ انسان سے ہو یا جن سے) اسنے اپنے طرف سے نبی کی آواز میں آواز ملا کر ان کلموں کو یعنی تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى کہدیا ہو بعض لوگونکے کانوں میں سننے آیا کہ حضرت نے انکی تعریف کی اب رہا اسکا ثبوت تو ایسا کئی مرتبہ ہوا ہی کہ شیطان نے اپنے طرف سے خلاف واقعہ کہدیا چنانچہ جنگ احد میں ایسا کیا کہ پکار کر لوگونکو کہدیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم مارے گئے حالانکہ حضرت شہید نہیں ہوئے تہے جنگ بدر میں ایسا کیا کہ پکار کر کہدیا لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ غرض یہ احتمال کہ نبی کی تلاوت کے وقت شیطان اپنی طرف سے لوگوں کو کچھہ کا کچھہ سنا دے تاکہ لوگ بہٹک جائیں یہ عقلاً اور شرعاً ممکن ہی چنانچہ کفار اور قریش مکہ

جو یہ بھی ایک طرح سے شیاطین انس تھے کہ گڑبڑ مچایا ہی کرتے تھے وَقَالُوا لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ۔ ہوسکتا ہے کہ جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم اس آیت پر آن کر ٹھیر گئے ہوں تو شیطان نے موقعہ پاکر اپنی طرف سے تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى کہدیا ہو بعد کو جبرئیل کے ذریعہ سے معلوم ہوا تو آپ غمگین ہوئے ہوں اس وقت تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہو کہ اے محمد صلعم تم اس امر کا غم مت کھاؤ کہ تمہارے پڑھنے کے وقت اگر شیطان نے اپنے طرف سے کچھ کا کچھ سنا دیا ہو تو ایسا ہوا ہی کرتا ہے کہ تم سے پہلے جو انبیا اور رسول بھیجے گئے اونکے ساتھ بھی یہی ہوا ہے کہ اونکے احکام الٰہی سنانے کے وقت شیطان نے اپنے طرف سے بھی کچھ بات کہکر اسکو پیغمبر کے طرف منسوب کیا ہو اسمیں غم کرنے کی کونسی بات ہے یہ تو ہم اپنے بندوں کی آزمانے کی غرض سے ایسا کرتے ہیں کہ انبیا کی مخالفت میں شیطان کو کھڑا کرتے ہیں تا کہ مشرکین اور کافروں کو گمراہ کریں اور جو مومن اور ایماندار ہیں اونکو ایمان پر ثابت قدم رکھیں۔

دفع شبہ

اب اگر اس صورت میں کوئی شکک معاند یہ شبہ ڈالے کہ اگر یہ صورت جائز سمجھی جائے تو معاذ اللہ انبیا علیہم السلام کی وحی میں شبہ ہو کیونکہ نہ معلوم ہو کہ انبیا کا کلام ہے یا معاذ اللہ شیطان کا تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فَيَنْسَخُ اللّٰهُ سے دیا ہے یعنے شیطان جو اپنے طرف سے لوگوں کے کانوں میں یا دلوں میں کوئی بات ڈالتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو منسوخ کرتا ہے اور جو آیات وحی میں اونکو مضبوط کرتا یعنی اونکو ثابت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود اس امر کو جانتا ہے کہ کس امر کی وحی کیگئی ہے اور کس امر کو شیطان نے اپنی طرف سے بیان کیا ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے وحی بھیجکر تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى کو منسوخ کر دیا اور نبی کو اس امر پر مطلع فرمادیا کہ اسکو شیطان نے اپنی طرف سے کہدیا ہے اور دوسرے یہ کہ شیاطین جو اپنی طرف سے کسی امر کو بیان کرتے ہیں تو خود مومنین مخلصین اہل علم پر اسکا بطلان ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ فوراً ہی سمجھ جاتے ہیں کہ قرآن جو سراسر توحیدی مضامین سے مملو ہے اوسمیں معاذ اللہ بتوں کی تعریف کیسے ہوسکتی ہے تیسرے یہ کہ وحی کی ایسی حفاظت کیجاتی تھی کہ جب نازل ہوتی تھی تو فوراً صحابہ اسکو قید کتابت میں لے آتے تھے چنانچہ زید بن ثابت خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کاتب وحی تھے اور صحابہ برابر اسکو یاد کر لیتے تھے پھر اسمیں گھٹنا یا بڑھنا یا تبدیل ہو ہی نہیں سکتی تھی (دیکھو تفسیر روح البیان)

تیسری توجیہ یعنی تلاوت اس آیت کی توجیہہ یہی ہو سکتی ہے کہ تمنی کے معنی وہی قراۃ کے رکھیں اور القا کا
طرف سامعین کے کان نہیں بلکہ قلوب کیطرف کو معنی عندیں اور آیت کی تقدیر یوں کہیں وما ارسلنا
من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان الی اولیاءہ شبہات عند تلاوتہ
یعنے تمسے پہلے ہمنے جو نبی یا رسول بھیجا تو اسکی تلاوت کے وقت شیطان نے کافروں اور مشرکوں کے دلوں میں
وسوسے ڈالے جن کی وجہ سے وہ رسولوں سے کٹ حجتیاں کرنے لگے چنانچہ حضرت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا
کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر آیت حرمت علیکم المیتۃ والدم نازل ہوئی تو بعض کفار نے یہ شبہ لوگوں کے
دلوں میں ڈالا کہ یہ کیا حکم خداوندی ہے کہ جو اپنی ذات سے ذبح کیا جاوے وہ حلال سمجھا جاوے اور جسکو خدا خود مارے وہ حرام
سمجھا جائے چنانچہ اللہ تعالی نے خود اس شبہ کی تنسیخ اس طرح سے کی کہ آیت ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم
اللہ علیہ وانہ لفسق وکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ کو نازل فرمایا کر کہ اسوجہ سے حرام کیا گیا تھا کہ اسپر اللہ کا
نام نہیں لیا گیا ہے غرضکہ علت تحریم کی اماتت وعدم اماتت نہیں ہے بلکہ تسمیہ اور عدم تسمیہ ہے اور ایسا ہی شبہ
مشرکین و نصاریٰ نے اس آیت میں ڈالا تھا۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم
لھا واردون یعنے تم اور جنکی تم پرستش کرتے ہو سب جہنم کی جھپٹیاں ہونگیں مشرکین نصاریٰ نے یہ شبہ
ڈالا کہ ہم تو حضرت عیسےٰ کی پرستش کرتے ہیں یہود نے یہ شبہ ڈالا کہ ہم حضرت عزیر کی پرستش کرتے ہیں اس سے لازم آتا ہے
کہ معاذ اللہ حضرت عیسےٰ اور حضرت عزیر علیہ السلام بھی جہنم کے ایندھن ہوں اللہ تعالی نے اسکا جواب یوں ارشاد
فرمایا۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون بے شک جن لوگوں کے لیے ہماری
طرف سے پہلے ہی بھلائی ہو چکی ہے یعنے لکھی جا چکی ہے۔ اسمیں انبیا علیہم السلام اور صالحین سب آگئے خواہ وہ
تابعین ہو یا متبوعین، وہ دوزخ سے دور رہیں گے اس آیت سے حضرت عیسےٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور
حضرت عزیر علیہ الصلوۃ والسلام اور تمام انبیا اور اولیا جنکی پرستش کیجاتی ہے وہ مستثنے ہو گئے غرضکہ شیاطین
نے اپنے اولیا مشرکین کے دلوں میں جو ایک شبہ ڈالدیا تھا اللہ تعالی ان الذین سے اسکو دور کر دیا اور
اپنی آیت انکم کو محکم کیا سبحان اللہ قرآن کا یہ بھی ایک اعجاز ہے کہ متشککین اور معاندین کو جو کچھ شبہات شیطان
کے ڈالنے سے کلام الٰہی میں پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالی ان شبہات کو مدلل اور ساطعہ و براہین قاطعہ سے

کرتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے یہ خوبی کسی دوسری کتاب آسمانی میں نہ پاؤ گے۔

یہ توبہی توجیہ بمعنی آرزو ایک توجیہ اس آیت کی یہ بہی ہو سکتی ہے کہ تمنی کو اپنے حقیقی معنے آرزو پر رکھا جاوے اور القاے شیطان کا ظرف قلوب یا معین کفار کو لیا جاوے اور شیطان سے عام مراد لیجاے خواہ شیاطین انس ہوں یا جن جیسا کہ متعدد آیات قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین انس و جن نبیوں کے دشمن ہوتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں مختلف قسم کے وساوس ڈالتے تھے جیسا کہ آیت۔ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (انعام ع) وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (سورہ حج ع) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ (سبا ع) سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ آیت وَمَا أَرْسَلْنَا الخ میں تعمیم ہے یعنی ہر نبی و رسول کی آرزو میں شیاطین خلل انداز ہوتے ہیں لیکن یہ آیت انبیا سابق سے متعلق ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو کچھ تعلق ہی نہیں صرف جناب رسالتمآب صلعم کی تسلی کے لئے آئی ہے چنانچہ اس قسم کی متعدد آیتیں حضور اکرم کی تسلی کے لئے آئی ہیں جیسے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ چونکہ ہر نبی اور رسول کو اپنی امت سے بڑی محبت اور خالص ہمدردی ہوتی ہے اسوجہ سے وہ آرزو کرتا ہے کہ کسی طرح امت درست ہو جاے توحید کا راستہ اختیار کرے احکام الہی بجا لاکر اپنے نفس کی اصلاح کرے تاکہ دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہو لیکن شیاطین انکی امت کے دلوں میں مختلف قسم کے وساوس ڈالتے ہیں اور طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے ہیں جن سے انہی کی امت والے تو انکو مانتے ہی نہیں اور اگر توفیق یزدی مان بھی لی اور ایمان بھی لے آئے تب بھی شیاطین اپنا کام نہیں چھوڑتے بلکہ امتوں کو آمادہ کرتے ہیں کہ ان کتب آسمانی کو اپنے خواہش کے مطابق تحریف کریں اللہ تعالی اون احکام سابقہ کو جنمیں بعد تحریف ہوئی ہے نیا نبی بھیجکر منسوخ کرتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ توریت و انجیل سب میں احکام توحید کے تھے جب ومیں تحریف ہوئی تو اللہ تعالی نے قرآن کے ذریعہ سے ان احکام سابقہ کو منسوخ کیا اور کہدیا کہ اے محمد صلعم اگلے انبیاؤں کے ساتھ ایسا ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی آرزو کے موافق احکام الہی پہنچاے ہیں لیکن شیطان انکی آرزو میں خلل انداز ہو کر انکی امتوں کو تحریف کے طرف آمادہ کیا چنانچہ انکی امتوں نے تحریف

کی اللہ تعالی نے اون تحریف شدہ احکام کو قرآن بہیجکر منسوخ فرمایا اور اپنی آیات کو محکم کیا جو لوگ اہل علم ہیں وہ سمجھہ جاتے ہیں کہ قرآن حق ہے اور جن لوگوں میں نفاق اور قساوت قلبی ہے یعنی یہود او رمنافقین ہیں یعنے نصاری وہ اپنے اوسی مرض شک اور قساوت قلبی میں پڑے رہتے ہیں نبی کا کہنا ہے انتہی ای محمد اگر تمہارے ساتھہ اس قسم کے معاملات پیش آئیں یعنے تمکو نہ مانیں تو تم غم مت کہاؤ کیونکہ ایسا اگلے انبیاء کے ساتھہ ہوا ہے کہ اگلے انبیاء کے سیدہی راستو نمیں شیاطین نے اکثر اونسے مشرکین اور کفار نے اوڑے انکا ہیں اور راہ حق سے پہیرا ہے غرضکہ یہ توجیہہ عمدہ ہے جسکو ہمارے کرمفرما مفسر اجل عالیجناب العنا حافظ حمید اللہ صاحب سیفابی اے مہتمم مدرسہ دار العلوم حیدر آباد دکن نے بیان فرمائی۔

تفسیر امام فخر الدین رازی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں اور تبلیغ وحی میں کسیطرح کا اونسے قصور نہیں ہوتا۔ لیکن بمقتضائے بشریت جیساکہ اور انسانوں کو خطرات اور وساوس شیطانی لاحق ہوتے ہیں ویسا ہی انبیا پر بہی خطرات وساوس بوقت تلاوت وحی وارد ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالی انکے قلوب کی حفاظت کرتا ہے اور ان وساوس کو فوراً ہی انکے قلب سے دور فرماتا ہے چنانچہ اس امر کی تائید میں انہوں نے ابو مسلم کا قول نقل کیا ہے وَقَالَ اَبُوْ مُسْلِمٍ مَعْنَى الْاٰيَةِ لَمْ يُرْسِلْ نَبِيًّا اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى كَاَنَّهٗ قِيْلَ وَمَا اَرْسَلْنَا اِلَى الْبَشَرِ مَلَكًا وَمَا اَرْسَلْنَا نَبِيًّا اِلَّا مِنْهُمْ وَمَا اَرْسَلْنَا نَبِيًّا خَلَا عِنْدَ تِلَاوَتِهِ الْوَحْيَ مِنْ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ وَاَنْ يُلْقِيَ فِيْ خَاطِرِهٖ مَا يُضَادُّ الْوَحْيَ وَيُشْغِلُهٗ عَنْ حِفْظِهٖ فَيُثَبِّتُ اللّٰهُ النَّبِيَّ عَلَى الْوَحْيِ وَعَلٰى حِفْظِهٖ وَيُعْلِمُهٗ صَوَابَ ذٰلِكَ وَبُطْلَانَ مَا يَكُوْنُ مِنَ الشَّيْطَانِ یعنے ای محمد اللہ تعالی نے تم سے پہلے جو نبی یا رسول بہیجا وہ کچہہ فرشتہ نہیں تہا بلکہ وہ آدمی ہی تہے جب اسنے تلاوت وحی کی تو شیطان نے اوس وحی کے بہلا دینے کی غرض سے وحی کے برخلاف اپنے وسوسہ کو دخل دیا اللہ تعالی نے فوراً ہی اوس نبی کو تلاوت وحی پر ثابت قدم رکہا اور اوس وسوسہ پر مطلع کرکے فرمادیا کہ وہ وسوسہ باطل اور غلط ہے اور وحی جو ہے وہ حق اور محکم ہے چنانچہ اسکی تائید میں وہ اس سے پہلے کی آیت پیش کرتے ہیں یعنی قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ یعنے میں بہی مثل اور انبیا کے ایک ڈرانے والا انسان ہوں یعنے جیسے اور انبیاء پر بمقتضائے بشریت وساوس ہوتے ہیں ویسا ہی مجہہ پر بہی وارد ہوتے ہیں لیکن جیسا

اللہ تعالیٰ اور انبیا کی حفاظت دربارہ وحی کرتا ہے ویسا ہی میری بھی حفاظت کرتا ہے اسکے بعد امام فخر الدین رازی آیت فَیَنسَخُ اللّٰہُ سے اس امر کو کھولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں کیفیت ازالہ وسوسہ شیطان اور احکام وحی ربانی کا ذکر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ فوراً ہی وسوسہ شیطان کو زائل کرتا ہی اور اپنے وحی آسمانی کو محکم فرماتا ہے پھر اسکے بعد آیت لِیَجْعَلَ اللّٰہُ سے اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اوس وسوسہ شیطان اور وحی ربانی کا اثر منافقین اور مشرکین اور متشککین کے قلب میں اور مومنین اہل علم کے قلب میں جدا جدا پڑتا ہے یعنی متشککین جنکے قلوب میں مرض شک و نفاق جاگزیں ہے وہ اور گمراہی میں پڑ جاتے ہیں اور جو مومنین اہل علم ہیں انکے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہی غرضکہ اللہ تعالیٰ کا اس سے مقصد کفار اور مومنین کا امتحان ہے کہ آیا متشککین کفار معاذ اللہ قرآن میں اور شبہات پیدا کرتے ہیں یا بدکلام میں لا کر صحیح (یعنے وحی) کو سقیم (یعنے وسوسہ سے) الگ کرتے ہیں اور مومنین کا امتحان یہ ہی کہ آیا وحی آسمانی جو منجانب اللہ نازل ہوئی ہی اوسپر ایمان لا کر اوسی پر ثابت قدم رہتے ہیں یا وہ بھی معاذ اللہ شبہے پیدا کرکے متزلزل ہو جاتے ہیں۔

جواب شبہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب مخلصین کے حق میں اللہ تعالیٰ شیطان سے یہ کہتا ہی اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ تو انبیا کا درجہ بدرجہا ارفع ہوا اوسپر شیطان کا تسلط کیسا ہوا اسکا یہ جواب ہے القاء شیطان اور چیز ہے اور تسلط اور کیونکہ القاء ایک آنی کیفیت ہی جو قلب پر وارد ہوتی ہے اور تسلط یہ ہے کہ قلب پر بالکل حاوی ہو جاوے اور جاگزیں ہو تو یہ صحیح ہے کہ انبیا اور صلحا پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا القاء ہو سکتا ہے چنانچہ اسکی تائید میں دوسری آیت بھی ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ چونکہ انبیا کے قلوب مثل آئینے کے متجلی ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وسوسہ شیطان کا غبار دلپر آجاتا ہو اور پھر خدا کے فضل سے وہ دور ہو جاتا ہو اس سے نہ وحی میں کچھ شبہ ہو سکتا ہے اور نہ انبیا کی کسر شان ہوتی ہے اگر اسپر بھی کوئی شبہ وارد کرے تو ہم اسکو اسی امر میں سمجھیں گے جسکے بارہ میں اللہ تعالیٰ اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْہُ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ السَّاعَۃُ بَغْتَۃً اَوْ یَاْتِیَھُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ۔

جنت میں مومن کی تمنا کہ کاش میری قوم کو میرے بخشے جانے اور اکرام کا علم ہوتا اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسٓ میں ایک مومن حبیب بن ریان کا قصہ بیان کیا ہے

بوزیتیان بانٹا کرتا تہا اور شہر کے قریب ایک غار تہا اسمیں خدا کی عبادت کیا کرتا تہا جب سے انبیاعلیہم السلام کا حال معلوم ہوا تو دوڑتا ہوا اپنی قوم سے آنکر کہنے لگا کہ اے قوم پیغمبروں کا کہنا مانو وہ تم سے ایمان کیہہ اجرت تو مانگتے نہیں تمہارا انکا خرچ نہیں ہوتا جب وہ ہدایت پر ہیں تو تمکو اونکی ہدایت پر چلنے سے کیا نقصان ہے دنیا اور آخرت میں تمہاری بہتری ہی بہتری ہے اس کہنے پر اونکی قوم نے اوسکو اسقدر مارا کہ وہ مرگیا اللہ تعالی نے اوس سے کہا تو جنت میں داخل ہو اسی وقت اس نے وہاں کی نعمتیں اور عزت اور اکرام اور راحت دیکھکر کہا۔ یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ؁ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ (یٰس ۲ رکوع) کاش میری قوم کو یہ معلوم ہوتا کہ میرے مالک نے میرے کو بخشدیا ہے اور عزت دار ونمیں مجہے شریک کیا (اور سرفراز فرمائی ہے) افسوس اونہوں نے ایمان کی حقیقت جانی نہیں اگر جانتے تو کاہے کو مجہے تکلیف دیتے اور مجہے جان سے مار ڈالتے۔

قیامت کے دن انسان کا حسن اعمال کی تمنا کرنا۔ قیامت کا دن بہی کیا دہشتناک دن ہوگا دوزخ سامنے لائی جائیگی ستر ہزار فرشتے اسکو کہینچ کر عرش کے بائیں طرف رکہدینگے ہر ایک انسان اپنی روبکاری کی وجہ سے گہبرایگا اور افسوس کرکے (گنہگار) انسان یہ کہیگا۔ یَا لَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ای کاش میں آخرت کی زندگی کے لئے اگے سے کچہہ ساماں بہیجتا یعنے میں اگر دنیا میں اچہے کام کرتا تو کس لئے مجہے اس دن گہبراہٹ ہوتی۔

کیا بات تمنی موت وفضیلت تمنائے شہادت۔ جیسا کہ اللہ تعالی اپنے عام بندوں کا امتحان انکی اطاعت سے لیتا ہے ویسا ہی اللہ تعالی اپنے خاص بندوں کی اطاعت اور محبت کا امتحان انکی باتوں سے لیا ہے جیسا عاشقان مجازی عشق ومحبت میں اپنی جان کو معشوقان مجازی پر فدا ہونے کو طیار موجاتے ہیں ویسا ہی عاشقان حقیقی اپنی روح کو معشوق حقیقی پر تصدق کرنے کے لئے مستعد رہتے ہیں چنانچہ اسی تمنا شہادت میں وہ اپنی جان کی بہی کچہہ پروا نہیں کرتے اسی تمنی شہادت کے طرف اللہ تعالی اس آیت میں اشارہ کرتا ہے۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مِنْکُمْ وَیَعْلَمَ الصَّابِرِیْنَ ؁ وَلَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۔ آل عمران ۱۴ ع۔ کیا تم سمجہہ گئے ہو کہ ہم جنت میں یوں ہی چلے جائینگے حالانکہ اللہ تعالی نے تمکو آزمائش کی نظر سے نہیں دیکہا ہے کہ کون تم میں

اللہ کی راہ میں جان دیتا ہے اور کون ثابت قدم رہتا ہے اور تم خود موت کی آنے سے پیشتر موت کی آرزو کیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کی راہ میں مارے جائیں اب تو تم نے خود اسکو آنکھوں سے دیکھ لیا۔

ف یہ واقعہ جنگ احد کا ہے بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے انکی یہ آرزو تھی کہ پھر کوئی جنگ ہو اور ہم آنحضرت کی رفاقت میں مارے جائیں حضرت انس کے چچا انس بن نضر بھی یہی تمنا رکھتے تھے آخر کو وہ جنگ احد میں لڑے اور شہید ہوئے لیکن اکثر تمنا کرنے والے بھاگ نکلے تو اللہ تعالیٰ پھر ان پر عتاب کرکے فرماتا ہے کہ تم تو خود موت کی آرزو کیا کرتے تھے مگر جب موت آنکھوں میں پھر گئی تو گھبرا گئے اور بھاگ نکلے اگرچہ موت کی آرزو کرنا حدیث کے رو سے منع ہے لیکن یہاں موت سے شہادت مراد ہے غرض کہ اللہ کی راہ میں شہادت کی آرزو کرنا عین ثواب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا فرمائی ہے یا اللہ مجھکو اپنی راہ میں شہادت دے اس آیت سے اور احادیث نبوی سے شہادت کی آرزو کرنا ثابت ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے وَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلُ۔ اب رہا یہ امر کہ حدیث میں آیا ہے۔ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ یعنے کوئی موت کی آرزو نہ کرے اگر نیک ہے تو شاید اور نیکی کرے اور اگر برا ہے تو شاید وہ توبہ کرے دوسری حدیث میں آیا ہے لَا یَدْعُ اَحَدُکُمْ بِالْمَوْتِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَہٗ کوئی شخص موت کے آنے سے قبل موت کی دعا نہ مانگے کیونکہ قبل از وقت کے موت کی دعا مانگنا بے صبری اور تقدیر سے مقابلہ کرنا ہے اسواسطے کہ وہ تو وقت مقرر پر آئیگی پھر وقت سے پہلے کیوں مانگتا ہے سو سمجھنا ان احادیث اور ترغیب قتال فی سبیل اللہ کی حدیثوں سے گویا تعارض پیدا ہوتا معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ خدا کی راہ میں مارا جانا بغیر موت کے نہیں ہوتا پھر موت کی آرزو نہ کرنا کیا معنے اسکا جواب یہ ہے کہ تمنی موت عام ہے اور تمنی شہادت خاص تمنی موت کی ممانعت سے تمنی شہادت کی ممانعت نہیں نکلتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انسان موت کی آرزو کرکے جنگ میں مرجائے لیکن شہادت نصیب نہ ہو مثلاً لڑائی کو دیکھکر گھبرا جائے یا زخموں کی تکلیف سے خودکشی کرے غرضکہ جیسا کہ مطلق تمنی موت سے منع کیا گیا ہو ویسا ہی مطلق تمنی جنگ سے بھی منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت نے فرمایا۔

لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ یعنے دشمن سے مقابلہ کرنے کی آرزو مت کرو۔ یعنے ہم دشمن سے لڑیں اور مقابلہ کریں اسکی آرزو نہ کرو کیونکہ یہاں بھی وہی نسبت ہے کہ دشمن سے مقابلہ کرنا عام ہے اور تمنی شہادت خاص عام خاص کو مستلزم نہیں ہو سکتا ہے کہ دشمن سے مقابلہ ہوا اور بوجہ بھاگ جانے یا خودکشی کر لینے کے شہادت نصیب نہو غرضکہ شہادت کی آرزو کرنا اچھا ہے موت کی آرزو کرنا یا دشمن سے مقابلہ کی آرزو کرنا ممنوع امام نووی فرماتے ہیں موت کی آرزو کرو وہاں ہے جبکہ فاقہ یا دشمن یا اور کوئی مشقت دنیا سے تنگ آکر موت کی آرزو کرے لیکن اگر دین کے ضائع ہونے یا کسی فتنہ دین میں پڑ جانیکا اندیشہ ہو یا خدا سے ملاقات اور محبت کا اشتیاق از حد ہو تو اس وقت موت کی آرزو مستحب ہے جیسا حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ یعنے جو اللہ سے ملنا چاہتا ہے اللہ بھی اوس سے ملنا چاہتا ہے اور جو اللہ سے ملنا برا جانتا ہے اللہ بھی اوس سے ملنا برا جانتا ہے

تمنا شہادت خالصاً للہ ہونی چاہیے

اللہ تعالی کی راہ میں شہادت پانے کی آرزو خالصاً للہ ہونی چاہیے دنیوی یا ہوائی غرض ہرگز مقصود نہو جیسا کہ اللہ تعالی سورہ نساء کے دسویں رکوع میں ارشاد فرماتا ہے

وَاِنَّ مِنْکُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ فَاِنْ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَکُنْ مَّعَھُمْ شَھِیْدًا وَلَئِنْ اَصَابَکُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوْلَنَّ کَاَنْ لَّمْ تَکُنْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّةٌ یّٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم میں بعض منافق ایسے ہیں جو قِتَال فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ میں دیر کرتے ہیں اور انکی دوستی اور محبت کی یہ حالت ہے اگر اتفاق سے تم پر کوئی مصیبت آجائے مثلاً زخمی ہو جاؤ یا شکست ہو تو کہنے لگتا ہے کہ اللہ نے مجھپر فضل کیا کہ میں اون کے ساتھ موجود نہ ہوا کہ اپنی جان کو تلف نہیں کیا دشمنوں سے نہیں مارا جاتا اور اگر تم پر خدا کا فضل ہو یعنے تمہاری فتح ہو تو ایسا الگ ہو جاتا ہے جیسے تم میں اور اسمیں کسی قسم کی دوستی ہی نہیں تھی اور کہنے لگتا ہے کاش میں بھی اونکے ساتھ ہوتا اور خوب فائدہ کماتا۔ ف اللہ تعالی منافق کی آرزو اور خود غرضانہ صورت کی تصویر کھینچتا ہے یعنے عبد اللہ بن ابی منافق جو منافقوں کا سردار ہے اوسکی یہ حالت ہے کہ وہ تمہارا سچا دوست نہیں نہ تمہاری فتح سے اوسکو خوشی ہوتی ہے نہ تمہارے صدمے سے اوسکو رنج۔ اوسکو تو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے اگر ذرا سی بھی دوستی ہوتی

تو دوست کے کامیابی کی خبر سن کر دوست خوشی کرنے لگتا ہے اور دوست کی تکلیف سے خود کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے یہ نہیں کہ اپنے ہی فکر میں لگا رہتا ہے اپنے ہی فائدہ سے غرض رکھتا ہے اگر وہ سچا دوست ہوتا تو پہلے ہی رنج کرتا کہ بھلا میں کبھی اپنے دوست کو چھوڑ کر الگ رہوں اور اپنی بھائیوں کو لڑائی میں جانے دوں اور میں کیوں قِتَال فِي سَبِيْلِ اللّٰه کے ثواب سے محروم رہوں اوس کم بخت کو رنج ہے تو اپنے ہی فائدہ کا رنج ہے ایسا دوست بندہ ناں ہے نہ صاحب ایمان۔

منافقوں کے پیچھے رہنے کی تمنا۔ انسان اپنی نادانی اور کم فہمی سے سختی اور بلا کو مصیبت سمجھتا ہے حالانکہ اوس میں پہلے سختی ہے اور بعد کو راحت چونکہ بعض منافقین غزوہ بدر سے پیچھے رہ گئے اور کہنے لگے کہ اس شدت کی گرمی میں کون نکلے اللہ تعالی نے اونکی تنبیہ کی کہ یہ تمہاری کم فہمی ہے اگر سمجھ ہوتی تو تم کبھی غزوہ سے پیچھے نہ رہتے جیسا اللہ تعالی سورہ توبہ میں ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ یعنے اے محمد تم اون منافقین سے جو غزوہ بدر میں پیچھے رہ گئے ہیں اور جو دوسروں کو بھی نصیحت کر رہے ہیں کہ اس گرمی میں گھر سے باہر مت نکلو انکو اسکے جواب میں کہدو کہ دوزخ کی گرمی اس سے کہیں بڑھ کر ہے لیکن انکو سمجھ نہیں کاش تم سمجھے ہوتے بعضوں نے کہا کہ یہاں بھی لو شرط کا ہے یعنے لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ مَا تَخَلَّفُوْا عَنِ الْغَزْوِ۔

منافقین کی تمنا کہ کاش ہم گاؤں میں ہوتے۔ اللہ تعالی سورہ احزاب میں منافقین کی اس تمنا کو بیان کرتا ہے کہ وہ ظاہر میں بڑا لڑائی کا دم بھرتے ہیں لیکن دل سے اونکی تمنا یہ ہے کہ الگ ہی رہیں وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ۔ احزاب ع ۲ اگر دشمنان خدا کی جماعتیں آ جائیں تو یہ منافقین یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم گاؤں میں گنواروں کے ساتھ رہتے اور وہیں سے تمہارا حال پوچھتے کہ مسلمانو کیا گذری اونکی یہ حالت ہے کہ تمہارے ساتھ بھی میں رہتے کی نہیں اور اگر رہیں گے بھی تو جی لگا کر نہیں بلکہ شرارت ہی سے اپنے اوپر سے الزام ٹالنے کو۔

لوط علیہ السلام کی تمنا کہ کاش مجکو قوت ہوتی اور میرا کنبہ میری حمایت کے لئے ہوتا۔ چونکہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم میں زبردست کنبہ رکھتے تھے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ تھے پھر شام کے ملک میں ہجرت کرکے وہاں چلے گئے وہاں سے اللہ تعالی نے اون کو سدوم بھیجا یہاں کے لوگوں کو معاذ اللہ لواطت کی عادت

تھی حضرت لوط علیہ السلام نے منع کیا انکی قوم نے نہ مانا اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے عذاب نازل کیا کہ فرشتے خوبصورت امردوں کی شکل میں بھیجے انکی قوم اون سے بھی یہی فعل شنیعہ کرنے کیلئے آئی حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں تمکو اگر ایسا ہی شہوت رانی کرنا ہے تو خیر میری بیٹیاں ہیں انہیں سے عقد کر لو انکی قوم نے نہ مانا اسوقت لوط علیہ السلام نے کہا۔ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ (هود) کاش آج کے دن مجھے قوت ہوتی یا کسی زبردست کنبہ کا سہارا ہوتا تو میں اسوقت تم سے سمجھ لیتا) اسپر بھی نہ مانا تب اللہ تعالیٰ نے انپر پتھر کی بارش برسائی سب مارے گئے۔

تمنائے مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام موت

جب مریم علیہا السلام کو درد زہ ہونے لگا اور وہ کھجور کی جڑ میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں تو انہوں نے (درد کی تکلیف سے اور رسوائی کے خوف سے کہ بظاہر لوگ کیا کہیں گے کہ مریم کو کیسے بلا شوہر کے اولاد پیدا ہو گئی) کہا یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ ای کاش میں اس مصیبت سے پہلے مر گئی ہوتی اور دنیا سے بھول بسری ہو جاتی (پھر اللہ تعالیٰ نے انکی تسلی دوسری آیتوں سے کی دیکھو پورا قصہ سورۂ مریم میں

نعمت ملنے پر ماشاء اللہ کہنا نعمت زوال نعمت ماشاء اللہ نہ کہنے پر افسوس کرنا

جب خدا تعالیٰ انسان کو نعمت اور عزت اور مال دے تو اسکو چاہیے کہ اسکے شکریہ میں ماشاء اللہ کہے یہ نہ کہ صرف نعمت و ثروت پر فخر کرنا اور تکبر کی راہ سے ماشاء اللہ نہ کہنا اور انانیت میں آکر خدا کو بالکل بھول جانا یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے جسکی اللہ تعالیٰ نے ممانعت کی ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے باغ کو اسوجہ سے کہ وہ اسکو بنا کر مغرور ہو گیا تھا اور یہ سمجھ رکھا تھا کہ (ویران نہ ہوگا) ماشاء اللہ نہ کہنے پر آناً فاناً تباہ کر دیا جس کا قصہ سورہ کہف کے ع میں ہے وَاُحِیْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ یُقَلِّبُ كَفَّیْهِ عَلٰی مَاۤ اَنْفَقَ فِیْهَا وَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا وَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْۤ اَحَدًا۔ چاروں طرف سے اس باغ پر آفت آگئی اور سب پھل تلف ہو گئے پھر مالک باغ نے جو پیسا باغ میں خرچ کیا تھا اوسپر افسوس کی راہ سے دونوں ہاتھ ملنے لگا اور اس باغ کا یہ حال تھا کہ چھتوں سمیت گر پڑا تھا اور باغ کا مالک کہتا جاتا تھا کاش میں اپنے مالک کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا یعنی میں انانیت میں آکر خدا کو بھول گیا) اور اپنے بھائی کے کہنے کو مان لیتا ماشاء اللہ کہتا تو یہ آفت کس لئے آتی (دیکھو پورا قصہ سورہ کہف میں)

قیامت میں کفار اور مشرکین کی تمنائے اطاعت خدا و رسول بے محل ہے

جب قیامت کا دن ہوگا اور کفار اور مشرکین کے چہرے دوزخ کی آگ میں تبدیل کئے الٹ پلٹ کئے جائیں گے تو اسوقت وہ خدا اور رسول کی اطاعت کی تمنا کرینگے لیکن یہ آرزو انکی بے محل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالی سورہ احزاب کے ۸ رکوع میں ارشاد فرماتا ہے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۔ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۔ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۔ جس دن کافر اور مشرکوں کے منہ کباب کی طرح آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے (یا اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے) اسوقت کہینگے کاش ہم دنیا میں اللہ و رسول کا کہا مانے ہوتے اور وہاں کہینگے مالک ہمارے ہم سے غلطی ہوئی ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا ماننے میں خلاف حکم خدا و رسول انکی تقلید کی، انہوں ہی نے تو ہمکو گمراہ کر دیا اے ہمارے مالک ان سرداروں اور بڑوں کو دونا عذاب دے۔ اور ان پر پھٹکار کر۔

قیامت میں کفار کی یہ تمنا کہ ہم پھر دنیا میں بھیجے جائیں اور ایمان لے آئیں، بے محل ہے

اللہ تعالی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار کی اس بے محل آرزو کا سماں دکھلاتا ہے کہ جب دوزخ میں کفار کھڑے کئے جائیں گے وہ بھی ایک عجیب ہولناک حالت ہوگی کفار عذاب کو دیکھکر یہ کہینگے يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ انعام ۳ ع۔ کاش ہم دنیا میں پھر بھیجدئے جائیں تو آئندہ سے کبھی تکذیب نکرینگے اور ایماندار ہوکر رہینگے پھر اللہ تعالی خود ہی فرماتا ہے کہ آرزو انکی بے محل ہے اگر بالفرض یہ دنیا میں بھیجدیے جائیں تو پھر بھی کام کریں گے کہ جس سے انکو منع کیا گیا تھا اس آرزو میں بھی یہ جھوٹے ہیں صرف ظاہری طور پر کہتے ہیں سچی یہ آرزو انکی نہیں ہے۔ اسی قبیل سے [illegible] فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ کاش ہمکو دنیا میں پھر ایک دفعہ جانا ملتا تو ہم بھی ایمانداروں میں شامل ہو کر رہتے ہائے افسوس ہم دنیا میں ایماندار نہ ہوئے کہ آج اس عذاب میں مبتلا ہیں۔

قیامت میں کفار کی تمنائے اسلام بے محل ہے

مرتے وقت یا قیامت کے دن یا جب گناہگار مسلمان اور کافر دوزخ میں اکٹھا ہونگے اور کافر انکو طعنہ دینگے کہ تمہاری مسلمانی آج کچھ کام نہ آئی اللہ تعالی گنہگار مسلمانوں کو بوجہ ایمان کے دوزخ سے نکال لیگا اور کافر بوجہ کفر کے دوزخ ہی میں پڑے رہینگے اس وقت کہینگے

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۔ بسا اوقات کافر یہ آرزو کریں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے تو ہم بھی عذاب سے چھوٹ جاتے۔

قیامت کے دن کافر کا اتباع رسول کی تمنا کرنا قیامت کا دن بھی کافر کے لئے کیا حسرت اور افسوس کا دن ہے کہ جب عذاب کو دیکھے گا تو مارے افسوس کے کہے گا۔ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا (فرقان) کاش میں دنیا میں پیغمبر کے ساتھ ہو کر اسلام کا راستہ لیتا۔ ہائے میری کمبختی کاش میں فلانے (یعنے ابی بن خلف کو) دوست نہ بناتا اسی کی دوستی نے تو مجھے آج تباہ کیا۔ ف حدیث میں ہے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر اٹھے گا آدمی کسی کو دوست بنائے تو سمجھ کر بنائے دوسری حدیث میں ہے اگر صحبت کرو تو مومن کی کرو کھانا کھاؤ تو پرہیزگار کو تیسری حدیث میں ہے اچھے دوست کی مثال عطار کی سی ہے اور برے دوست کی مثال بھٹی پھونکنے والے کی سی ہے عطار عطر خریدتے ہیں یا کم سے کم خوشبو سونگھتے ہیں بھٹی پھونکنے والا یا تو کپڑے جلا دیتا ہے یا بدبو سنگھاتا ہے۔

قیامت کے دن کافر کا مٹی ہو جانے کی آرزو کرنا قیامت کا دن بھی کیا ہولناک دن ہے جب ہر ذی روح کا حساب لیا جائے گا حدیث میں ہے قیامت میں ہر چرند اور پرند کا حشر ہوگا یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری سینگ والی سے اپنا بدلہ لے گی جب جانوروں کا حساب ہو جائیگا تب ان کو حکم ہوگا کہ مٹی ہو جاؤ کافر اس وقت کی یہ حالت دیکھ کر کہے گا۔ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا کاش میں آج مٹی ہو جاتا تو اچھا ہوتا اب تو میرے لئے ہمیشہ کو عذاب ہے یہاں جانور مجھ سے اچھے رہے۔

قیامت کے دن نامہ اعمال کے نہ ملنے کی آرزو کرنا قیامت کے دن جس شخص کو نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے برائیوں کو دیکھ کر کہے گا۔ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۔ حاقہ۔ کاش میرا نامہ اعمال مجھکو نہ ملتا اور مجھکو میرے حساب کی خبر تک نہ ہوتی اگلی موت ہی میرا کام تمام کر دی ہوتی پھر دوبارہ زندہ ہو کر اس آفت میں نہ پھنستا اب بڑی مصیبت ہے۔

کفار کا ارتداد مسلمان کی تمنا کرنا اگرچہ کفار اہل کتاب اس امر کو جانتے تھے کہ دین اسلام سچا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں لیکن حسد ایک ایسی کمبخت بلا ہے جس کی وجہ سے انسان دوسروں کی بھلائی اور بہبودی نہیں چاہتا بلکہ اپنے ساتھ دوسروں کی بھی خرابی چاہتا ہے چنانچہ بہت سے یہود اور نصاریٰ اس امر کی آرزو کرتے

تھے کہ کسی طرح مسلمان مرتد ہو جاویں چنانچہ اس آرزو کے پورا کرنے کے لئے طرح طرح کے شبہات لوگوں کے دلوں میں ڈالتے تھے مثلاً نبی انسان کیوں ہوا فرشتہ ہوتا آسمان سے کوئی خزانہ ہوتا یا پوری کتاب ہی اتر جاتی یا عرب کے ملکوں میں نہریں کیوں جاری نہیں ہوئیں جب اس قسم کے شبہات ڈالنے لگے تو مسلمانوں کو یہ امر ناگوار گذرتا تھا اللہ تعالیٰ نے انکی تسلی کیلیے یہ آیت نازل کی وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سورہ بقرہ ع ۔ بہت سے اہل کتاب حسد کی وجہ سے یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد پھر تمکو کافر بنا دیں حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے اب تو معاف کرو اور درگذر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ دوسرا اپنا حکم بھیجے بیشک خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

تمنائے کفار بضلال مسلمانان	اہل کتاب جیسے کہ ارتداد مسلمانوں کی آرزو کرتے تھے ویسا ہی انکے گمراہ ہو جانے کی بھی آرزو کرتے

تھے چنانچہ انکی اس آرزو کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ انکے گمراہ کرنے سے مسلمان اپنے دین سے نہیں بھٹکتے بلکہ انکی گمراہی خود انکے وبال ہو رہی ہے وَدَّت طَّائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ سورہ آل عمران ع ۔ اہل کتاب کا ایک گروہ چاہتا ہے کہ تمکو گمراہ کر دیں وہ لوگ تین آپ گمراہ اپنے میں سمجھتے نہیں ۔ یہ آیت اوس وقت اتری کہ یہودیوں نے معاذ اور حذیفہ اور عمار بن یاسر بعض صحابہ کو بہکانا چاہا کہ وہ بھی یہودی ہو جاویں تب یہ آیت اتری یعنے انکے بہکانے سے جو لوگ سچے اور پکے مسلمان ہیں بہکنے والے نہیں وہ خود اپنے آپ کو بہکا رہے ہیں اور اپنی عاقبت آپ خراب کرتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ۔

تمنائے منافقین بکفر مسلمانان ممانعت خدا از دوستی منافقان	جیسا کہ کفار مسلمانوں کے کفر کی تمنا کرتے تھے ویسا منافقین بھی مسلمانوں کے کفر کی تمنا کرتے تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ انکی دوستی کی ممانعت فرمائی ہے کہ ان سے

دوستی مت رکھو کیونکہ انکی دوستی تم میں بھی کفر و نفاق پیدا کر دے گی وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور وہ منافقین یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں تم بھی ویسے کافر ہو جاؤ تاکہ تم انکے مثل برابر سرابر ہو جاؤ جب تک ہجرت کر کے اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑیں اور مسلمانوں کے ساتھ آن کر مدینہ میں نہ رہیں ان میں کسیکو دوست نہ بناؤ ف کیونکہ ہجرت امتحان سچی مسلمانی کا ہے کچھ لوگ مکہ میں اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے لیکن مشرکوں کی مدد کیا کرتے اور ہجرت نہ کرتے

اللہ تعالی نے اس قسم کے منافقین سے جو بظاہر مسلمان ہوں لیکن در پردہ مشرکین اور کفار کے معین ہوں اون سے دوستی رکہنے کو منع فرمایا ہے۔

تمنائے علم مدت دنیا دنیا کی زندگی آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلہ میں کچھہ بہی نہیں چنانچہ اسی حالت کو اللہ تعالی بیان کرتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی فرمائے گا تم زمین میں کتنے دن رہے وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن سے بہی کم اسکا حساب جاننے والے فرشتوں سے پوچہہ لے پہر خود ہی فرمائے گا بیشک تم تہوڑے ہی دن رہے۔ لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (مومنون ۶) کاش دنیا ہی میں جانتے کہ آخرت کی زندگی ابدی ہے اور دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اگر تمکو یہ معلوم ہوتا کس لئے آخرت کی فکر نہ کرتے لیکن تم نے اسپر خیال ہی نہیں کیا بلکہ فانی کے پیچہے لگکر باقی کو چہوڑ دیا۔

تمنائے رویت حالت سکرات موت کفار بعض ایسی عبرت امیز اور ہولناک حالتیں ہوتی ہیں کہ متکلم خود اوس عبرت آمیز حالت کو دکہلانے کی تمنا کرتا ہے کہ کاش مخاطب اسکو دیکہکر عبرت لے چنانچہ منجملہ انہیں عبرت آمیز حالتوں کے ایک حالت کافروں کے سکرات موت کی ہے کہ کس طرح سے فرشتے کفار کی جانوں کو اونکے جسد سے نکالتے ہیں چنانچہ اسکے متعلق یہ آیت ہے وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع) اے محمد کاش تم ان ظالموں کو اسوقت دیکہتے کہ جب وہ سکرات موت میں پڑے ہوں اور فرشتے جان نکالنے کے لئے ہاتہہ بڑہائے کہڑے ہوں اور کہتے ہوں اپنی جانیں نکالو آج تمکو ذلت کے عذاب کی سزا ملیگی کیونکہ تم خدا پر جہوٹ باندہتے تہے اور تم اونکی آیتوں کو سنکر تکبر کرتے تہے اور اسی قبیل سے یہ آیت بہی ہے وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ (انفال ۷ رکوع) اور اے محمد کاش تم وہ سماں دیکہتے جب بدر کے دن ان کافروں کی جان نکال رہے تہے سامنے اور پیچہے دونوں طرف سے اونکو مار رہے تہے اور یہ کہتے جاتے تہے کہ جلانیوالے عذاب کا مزا چکہو ف بعضوں نے یہاں لو کو تمنی کا نہیں لیا ہے بلکہ لو کو شرطیہ قرار دیا اور اسکی خبر محذوف مانی ہے یعنی اگر تم اسحال کو دیکہتے تو وہ تمکو بہت ہولناک دکہائی دیتی لیکن تم اس حالت کو دیکہہ نہیں سکتے اسواسطے نہیں دکہایا جاتا

تمنائے رجعت کفار اللہ تعالیٰ کافروں کی حالت کو بیان کرتا ہے کہ وہ مرنے کے وقت یا قبروں سے اٹھتے وقت گھبرائے ہوئے اٹھینگے پھر عذاب سے چھوٹ نہ سکیں گے انکی حالت بھی دیکھنے کے قابل ہے وَلَوْ تَرٰى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ اے پیغمبر کاش تم وہ سمان دیکھتے جب کہ کافر گھبرا جائینگے اور عذاب سے چھوٹ نہ سکینگے اور نزدیک ہی سے وہ پکڑ لئے جائیں گے اسوقت کہنے لگیں گے کاش ہم ایمان لاتے تو کیا اچھا ہوتا مگر اسوقت ایمان لانا کچھ فائدہ انکو نہ دیگا کیونکہ ایمان لانے کا وقت جاتا رہا۔

تمنائے فدائے اولاد و اہل و رستگاری از عذاب عذاب قیامت بھی کیا قیامت کا عذاب ہوگا کہ جس سے چھوٹنا ممکن ہی نہوگا۔ چنانچہ اس عذاب سے چھوٹ جانے کیلئے گنہگار دکافر اپنے مال اور اولاد اور بیوی کو دینے پر راضی ہو جاویگا کہ ان سب کے فدیہ میں وہ اس عذاب سے چھوٹ جاویں لیکن چھٹکارا اسکو نصیب نہوگا۔ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا (ترجمہ) گنہگار کافر اسدن آرزو کرے گا کہ کاش اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنے کنبے والے جو مصیبت کے وقت اسکو پناہ دیا کرتے تھے اور زمین کے ساری لوگوں کو اپنی چھڑائی میں دے ڈالے اور کسیطرح سے عذاب سے نجات ملجائے لیکن یہ ہونے والا نہیں یعنے عذاب سے چھوٹنا منظور نہوگا۔ دہکتی ہوئی دوزخ انکے سر کی کھلڑی ادھیڑ دیگی۔

تمنی باستفہام کبھی تمنی کے لئے نہ لفظ تمنی لایا جاتا ہے نہ لیت نہ لو بلکہ ہمزہ استفہام لایا جاتا ہے جیسے کہ ہم نے علم الاستفہام من القرآن میں استفہام تمنی بھی ایک قسم استفہام کی بیان کی ہے جب دوزخی دوزخ میں جائیں گے تو وہ کہینگے هَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ۔ اے کاش ہمارے لئے کوئی سفارشی ہیں (آج) اسوقت ہماری سفارش کرکے ہمکو عذاب سے نجات دیں۔

الحمد للہ علم التمنی من القرآن بھی ختم ہوگیا اسکے بعد انشاءاللہ تعالیٰ علم التوجی من القرآن مرتب کیا جاویگا اسمیں امید سے بحث ہوگی۔

ابوالبرکات علیہ اللہ مدیر سلسلہ علوم قرآن

الرقوم ۴ ذیحجہ ۱۳۴۴ھ

۲۹۷۶۱۸

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ جرمانہ لیا جائے گا۔

ع - ع تم
۲۹۷۱۱۸

عبید اللہ

علم التمنی من القرآن

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ